انوار العیون

حالاتِ زندگی شاہ احمد عبدالحق ردولوی چشتی صابریؒ

تصنیف لطیف حضرت عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابریؒ

زیر اہتمام: زبیر احمد گلزاری، اسلام آباد

اللہ یجتبی من یشأ و یہدی الیہ من یشا

حمد خدائے قادر وبیچوں کہ دریں زمان سعادت مضمون کتاب مستطاب مشتملہ حالات وکرامات
غوث الواصلین ناصر الحق والدین حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی قدس سرہ‌‌ …. مسمے

الدر المکنون

فی ترجمہ

انوار العیون

مصنفہ شریعت پناہی طریقت دستگاہی حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ تعالے

از اہتمام احقر الانام محمد عبدالاحد عفا اللہ عنہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

در مطبع مجتبائی واقع دھلی مطبوع شد

طبع موجودہ: زیر اہتمام زبیر احمد گلزاری ۴۶۴ سٹریٹ ۶۳، جی ۹/۴ اسلام آباد

رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ نومبر ۲۰۰۲ء

نام کتاب: انوار العیون (فارسی)

اردو ترجمہ

حالاتِ زندگی شاہ احمد عبد الحق ردولوی چشتی صابریؒ

تصنیف لطیف حضرت عبد القدس گنگوہی چشتی صابریؒ

تاریخ اشاعت: اپریل 2003ء

تعداد: 500

کمپیوٹر کمپوزنگ: سید عبد الرشید قادری، راولپنڈی

مطبع: ڈاٹ لائنز پرنٹرز، اسلام آباد

قیمت: -/120 روپے

ملنے کا پتہ: (۱) نظامی کتب خانہ، بابا صاحب بازار، پاک پتن

(۲) مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

(۳) زبیر احمد گلزاری، 464، سٹریٹ 63، جی 9/4، اسلام آباد

فون: 051-226 1708

زیر اہتمام: زبیر احمد گلزاری، اسلام آباد

انتساب

میں اپنی یہ حقیر سی کاوش

محترم المقام مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی نذر کرتا ہوں

زبیر احمد گلزاری

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے ساتھ اس کا شکر گذار ہوں جس نے توفیق دی کہ اس سال عمرہ کی سعادت سے نوازا اور رمضان المبارک کے دوران یہ سطریں مدینہ منورہ حضور پاک ﷺ کے روضہ اطہر کے پہلو میں بیٹھ کر تحریر کر رہا ہوں۔

اولیائے کرام نے اسلام کے پھیلانے میں جو کردار ادا کیا اس کے منبع حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی حضور پاک ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہی ہند کی ولایت عطا کی اور حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے زمانہ میں تقریباً نوے لاکھ لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری وساری رہا اور اس سلسلہ سے ہی سلسلہ چشتیہ صابریہ معرض وجود میں آیا جس کے سرخیل حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف میں رونق افروز ہوئے۔

اپنی اس پہچان کے بعد کہ میرا تعلق بھی والدین کی طرف سے صابری سلسلہ سے ہے اور انہوں نے مقرب پور، کلیر شریف سے ہی پاکستان ہجرت کی تھی۔ یہ میرے والدین ہی کا فیض اور ان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ سلسلہ صابری سے قلبی تعلق پیدا ہوا اور اشتیاق ہوا کہ سلسلہ صابری کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کی جائیں۔ اس ضمن میں کتابوں کی تلاش شروع کی جس میں سلسلہ صابری کے متعلق معلومات فراہم کی گئیں تھیں۔ گو کہ متعدد نئی کتب زیر نظر آئیں لیکن احقر کی تشنگی دور نہ ہوسکی کیونکہ ان میں جزیات کا فقدان تھا جو کہ پرانی اور مستند کتب کا خاصہ ہوتا ہے اور جو کہیں دستیاب نہ تھیں۔

پاکپتن شریف میں حاضری کے موقع پر محترم صفدر صاحب، نظامی کتب خانہ، بابا صاحبؒ

بازار والوں نے انوار العیون کی عکسی جلد از راہ محبت عنایت فرمائی۔ ان کے فرمانے کے مطابق بھارت سے یہ نسخہ حاصل کیا گیا تھا۔ نسخہ انوار العیون حضرت عبد القدوس گنگوہیؒ کے پڑ دادا پیر حضرت احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے اور ان دونوں حضراتؒ کا تعلق سلسلہ چشتیہ صابریہ کے اکابرین میں سے ہے۔

اسی دوران تحقیق سلسلہ چشتیہ کی پرانی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر انکشاف ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''گنج اسرار'' جو انہوں نے اپنے مرشد کی ہدایت پر سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی کے لئے تحریر کی تھی اس کا ابھی تک اردو ترجمہ نہیں ہوا تو خادم نے نیت کی کہ اس کتاب کا بھی اردو ترجمہ کروا کر شائع کیا جائے۔ یہ کتاب اس وقت فارسی مخطوطوں سے ترجمہ ہو رہی ہے اور انشاء اللہ جلد ہی شائع ہو جائے گی۔ یہاں پر مختصراً سلسلہ چشتیہ کے سلوک کے پندرہ مقامات اور چودہ علوم ''گنج اسرار'' سے پیش خدمت ہیں جو کہ خادم کے خیال میں کتاب گنج اسرار کا نچوڑ ہیں تاکہ اس خزانہ کا بنیادی تعارف ہو جائے۔

چشتیہ سلسلہ کے پندرہ مقامات سلوک

اول مقام: تائبان یعنی توبہ۔ اشارہ حضرت آدم علیہ السلام

دوئم مقام: عابدان یعنی عابد۔ اشارہ حضرت ادریس علیہ السلام

سوئم مقام: زاہدان یعنی زہد۔ اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

چہارم مقام: صابران یعنی صبر۔ اشارہ حضرت ایوب علیہ السلام

پنجم مقام: راضیان یعنی راضی بہ رضا۔ اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ششم مقام: قانعان یعنی قناعت۔ اشارہ حضرت یعقوب علیہ السلام

ہفتم مقام: مجاہدان یعنی مجاہدہ۔ اشارہ حضرت یونس علیہ السلام

ہشتم مقام: متفکران یعنی فکر۔ اشارہ حضرت یوسف علیہ السلام

نہم مقام: شکستگان یعنی شکستہ۔ اشارہ حضرت شعیب علیہ السلام

دہم مقام: مرشدان یعنی رشد وہدایت۔ اشارہ حضرت شیث علیہ السلام

یازدہم مقام: صالحان یعنی صالح۔ اشارہ حضرت نوح علیہ السلام

دوازدہم مقام: مخلصان یعنی خلوص۔ اشارہ حضرت داؤد علیہ السلام

سیزدہم مقام: عارفان یعنی عارف۔ اشارہ حضرت خضر علیہ السلام

چہاردہم مقام: شاکران یعنی شاکر۔ اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

پانزدہم مقام: محبان یعنی محبت: اشارہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

چشتیہ سلسلہ کے چودہ علوم

۱۔علم شریعت	۲۔علم فقہ	۳۔علم فضل	۴۔علم حکمت	۵۔علم یقین
۶۔علم تحریرات	۷۔علم نجوم	۸۔علم مراقبہ	۹۔علم موسیقی	۱۰۔علم طب
۱۱۔علم توحید	۱۲۔علم طریقت	۱۳۔علم حقیقت	۱۴۔علم لدّنی	

نوٹ نمبر ۱: کتاب ہشت بہشت میں دلیل العارفین مجلس نمبر ۹ صفحہ ۱۰۵ پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں درج ہے کہ ''مشائخ نے سلوک کے سو درجے مقرر کیے ہیں'' پھر فرمایا کہ ''خاندان چشت میں بعض نے پندرہ مقام مقرر کیے ہیں''۔ سلسلہ چشتیہ کے سلوک کی سو منازل کی تلاش ہے اگر کوئی صاحب اس میں مدد کر سکیں تو ممنون ہوں گا۔ سلسلہ نقشبندی میں حضرت عبداللہ انصاریؒ نے ایک کتاب سلوک کی منازل پر ''صد میدان'' تحریر کی ہے جو خادم کے پاس موجود ہے (گلزاری)

نوٹ نمبر ۲: ربیع المجالس تذکرہ خواجہ محبوب رحمانیؒ (جناب شاہ محمد فاروقؒ) جو کہ سلسلہ رحمانی صابری کی کتاب کراچی سے طبع ہوئی ہے کے صفحہ ۲۵۴ پر انہی پندرہ مقامات اور چودہ علوم کی طرف جناب شاہ محمد فاروق محبوب رحمانیؒ صابری نے اشارہ دیا ہے (گلزاری)

اس کتاب کی اشاعت میں جناب سید عبدالرشید قادری بخاری صاحب نے کتابت کمپیوٹر اور نظر ثانی میں اور میری دختر نسبتی مسماۃ شائستہ عذیر گلزاری نے پروف ریڈنگ میں میری معاونت کی ان کا میں شکر گذار ہوں۔ سلسلہ صابری کے سجادہ نشین جناب سعید احمد صابری صاحب (اوکاڑہ) اور جناب شمیم صابر صابری زیب سجادہ کلس شریف نے جو میری ہمت افزائی کی ان کا بھی شکر گذار ہوں۔ نذیر احمد ہجویری صاحب کا بھی شکر گذار ہوں کہ انہوں نے لمحہ بہ لمحہ میری رہنمائی فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے کرم، حضور پاک ﷺ کی محبت اور حضرت مخدوم علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت سے معمور ہو کر کتاب ہذا کو اس کے اصلی متن کے ساتھ دوبارہ اشاعت کی جسارت کی ہے۔ امید ہے کہ وابستگان سلسلہ چشتیہ صابری خصوصی طور پر اور دیگر احباب عمومی طور پر اس سے کما حقہٗ فیض حاصل کریں گے اور خادم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے کہ رب العزت اس خادم کو سلسلہ چشتیہ صابری کی مزید کتب کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو۔

مدینہ منورہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ — احقر

۲۹ نومبر ۲۰۰۲ء (جمعۃ الوداع) — زبیر احمد گلزاری

(کتابت کمپیوٹر: رشید قادری راولپنڈی)

فہرست

الف

شمہ حالات مجمع البرکات شیخ المشائخ

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس اللہ سرہٗ العزیز مصنف کتاب ہذا

واضح ہو کہ شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن شیخ احمد صاحب توشہ [1] قدس اللہ اسرارہم کے مرید ہیں مگر نسبت اویسیہ وسلسلہء باطنی آپ کا حضرت صاحب توشہ [2] سے ہے۔ اور انہی کے فیض باطنی سے تکمیل کو پہنچے۔ چنانچہ انوار العیون میں شیخ نے اپنے اعتقاد اور حصول فیض کا مناقب شیخ کے بعد ذکر کیا ہے۔ صاحب معارج الولایت لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقدوس بن شیخ اسماعیل بن شیخ صفی الدین علیہم الرحمۃ ولی مادر زاد تھے۔ لڑکپن میں بھی جو کچھ جس طرح زبان فیض ترجمان سے نکل جاتا تھا وہی ہوتا تھا۔ اکل حلال کی پابندی کی وجہ سے کھیتی کرتے تھے جو کچھ غلہ پیدا ہوتا تھا اس میں سے اس قدر کہ قوت لایموت ہو جائے آپ رکھ لیتے تھے باقی فقراء کو تقسیم کر دیتے تھے۔

صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ موضع چھاج پور میں جو کہ پرگنہ پانی پت کے مضافات میں سے ہے تشریف لائے آدھی رات کے وقت عین مشغولی میں زبان سے نکلا کہ لوگو بھاگو تمہارے گاؤں میں آگ لگ گئی۔ چند بار فرمایا کسی نے نہ سنا۔ آخر کار گاؤں کے بیچ میں سے آگ لگی اور تمام گاؤں جل گیا۔

صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں کہ خاندانِ چشت میں اول سے جلال ہوتا آیا ہے مگر جب سے حضرت شیخ کے جمال کا ظہور ہوا ہے شانِ جلالیت جمالیت سے مبدل ہو گئی۔ چنانچہ آپ فرمایا

[1] [2] ان دونوں جگہوں پر مراد حضرت شاہ احمد عبدالحق ردولویؒ ہیں۔ یہ کتاب انوار العیون ان سے متعلق ہے اور تصنیف حضرت عبدالقدوس گنگوہیؒ کی ہے (گلزاری)

کرتے تھے کہ میں نے سلسلہء چشتیہ کو اور ہی رنگ بخشا ہے۔ پس ذات شیخ وجود کبیر [۱] کا مصداق تھے۔ مصنف سیر الاقطاب جواہر اعلیٰ میں اپنے پیر سے جو کہ شیخ جلال پانی پتی کے فرزندوں سے ہیں۔ نقل کرتے ہیں کہ فرماتے تھے کہ ایک روز میں حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر قدس سرہ‘ کے مزار پر گیا تو شیخ کو اس طرح محسوس پایا کہ آپ کا سر مبارک تو قبر ہے اور پاؤں ایک مرد روشن ضمیر کے زانو پر۔ یہ حالت دیکھ کر میں ہیبت ناک ہوا۔ اس مرد روشن ضمیر نے مجھ کو شیخ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر ڈالا اور فرمایا کہ یہ میرا پیر زادہ ہے۔ پھر ایک ساعت کے بعد دونوں میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پھر سات برس کے بعد میں نے اس شخص روشن ضمیر کو کرنال میں دیکھا اور معلوم کیا تو وہ قطب العالم شیخ عبدالقدوسؒ تھے۔ مراۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ سلطان بہلول کے وقت سے نصیر الدین ہمایوں بادشاہ کے وقت تک مسند ارشاد و تلقین پر ماموررہے اور سلاطینِ وقت نے آپ کی خدمت سے فیض پایا۔ چنانچہ آپ کے مکتوبات کے جو ہر ایک سلطان کو تحریر فرمائے اب تک نقل موجود ہے۔ چنانچہ ابوالفضل نے تذکرۂ اولیاء میں لکھا ہے کہ نصیر الدین ہمایوں بادشاہ کو علم و حقائق و معارف شیخ عبدالقدوسؒ ہی سے حاصل ہوا تھا۔

[۱] وجود منتہیٰ دو قسم پر ہے کبیر اور اکبر۔ اول نادر ہے کہ برسوں کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ قطب مدار وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ اور دوسرا نادر تر ہے اس حال کے لوگ زمانہ حضرت میں تھے قیامت تک معدود ہوں گے چنانچہ حضرت غوث الاعظمؒ و خواجہ معین الدین حسن سنجریؒ و قطب الاقطاب خواجہ بختیار اوشیؒ و شیخ فرید الدین گنج شکرؒ و شیخ نظام الدین بدایونیؒ و شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ وغیرہ اس درجہ میں داخل ہیں۔ ۱۲ منہ

صاحب اخبار الاخیار واقتباس الانوار وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ کے مرید اور خلفا بہت تھے چنانچہ آپ کے خلفاء کی تعداد پانچ ہزار پائی جاتی ہے۔ اور شیخ بہورو کہ اوائل میں رنگریزی کرتے تھے اور آخر میں شیخ سے مرید ہوئے اور درجہء ولایت کو پہنچے۔ اور شیخ عمرؒ اور شیخ عبدالغفور اعظم پوری [1] وغیرہ آپ کے خاص خلفاء میں سے ہیں۔ اور شیخ کا دریائے فیض ایسا مواج تھا کہ طالب کو ذرا سی توجہ میں ناسوت سے مرتبہء لاہوت پر پہنچا دیتے تھے اور خود ہمیشہ مشاہدۂ الٰہی میں غرق رہتے تھے۔ یہ بات مشہور ہے کہ آپ کے یہاں کے دھوبی اور سائیس بھی ولی تھے اور شیخ کی اولاد بہت تھی اور سب پارسا تھے۔ مگر مولانا رکن الدین مرتبہء کمال میں سب سے بڑھے ہوئے تھے چنانچہ حضرت شیخ فرمایا کرتے تھے کہ جب خداوند کریم پوچھے گا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا تو رکن الدینؒ اور شیخ جلال تھانیسریؒ کو پیش کردوں گا۔ شیخ عبدالکریم بالا پیر بھی آپ کی اولاد میں کامل ولی ہوئے ہیں اور بعد شیخ کے آپ ہی سجادہ نشین بھی ہوئے۔ حضرت شیخ ہر سلسلہ میں اجازت کامل رکھتے تھے۔ چنانچہ سلسلہء چشتیہ (صابریہ) [2] میں شیخ محمد بن عارف سے اور نظامیہ میں، حضرت بندگی میاں شیخ بن حکیم اودھی سے اور نیز نظامیہ اور قادریہ اور سہروردیہ میں شیخ درویش بن قاسم اودھی سے خرقہء خلافت حاصل تھا۔ اور نیز تمام شجرہ تمام خانوادوں کے آپ تک پہنچتے ہیں۔ صاحب لطائف قدوسی لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ انتقال سے تین برس پہلے ساکت ہو گئے تھے۔ کلام کرنا بالکل ترک کردیا تھا ہر وقت مستغرق رہتے تھے جب نماز کا وقت آتا تھا

[1] ان کی کرامت مشہور ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان کو حضرت ﷺ نے خواب میں یہ درود شریف تعلیم فرمایا

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد بعدد اسمائک الحسنیٰ ۱۲ منہ

[2] یہاں پر سلسلہ چشتیہ کے بعد صابریہ شاید ترجمہ لکھتے ہوئے رہ گیا تھا جو احقر نے شامل کیا ہے (گلزاری)

تو خادم حق حق حق کہتا تھا تو آپ عالم سکر سے عالم صحو میں تشریف لاتے تھے۔ایک روز آپ کا پاؤں پھسلا میں آپ کو پکڑے ہوئے تھا میں نے پوچھا حضرت آج پاؤں پھسلنے کا کیا سبب؟ آپ نے فرمایا کہ دریائے فنا کی موجیں جلدی جلدی آتی ہیں ہوش میں نہیں آنے دیتیں۔

۹۴۴ھ ۱۵ جمادی الآخر کو پیر کے روز حضرت شیخ احمد صاحبِ توشہ قدس اللہ سرہ' کا عرس تھا اسی روز آپ کو بخار آیا پانچویں دن جمعہ کو کسی قدر افاقہ ہوا۔آپ نے جمعہ کی نماز پڑھی نماز پڑھ کر پھر بخار آ گیا چوتھے روز ۲۴ جمادی الآخر ۹۴۴ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔شیخ اجل کا سن وفات ہے اور نیز صاحب خزینۃ الاصفیا نے بھی تاریخ لکھی ہے۔مگر ان کی تحریر سے ایک سال کا فرق معلوم ہوتا ہے۔قطع تاریخ یہ ہے۔

چو شیخ قدس واقدس عبدِ قدوس | بملک قدس از حق یافت شاہی
زمشتاقِ جناں سالش عیاں شد | دگر، مشتاق محبوب الٰہی

بگو قدوس شاہنشاہِ اقطاب
اگر تاریخ ترحیلش بخواہی

دیباچہ مصنف علیہ الرحمۃ

سلام بیشمار اس آل پاک کو کہ بحکم آیہ لَا یَمَسَّہ' اِلا المُطَّهرُون تزکیہ نفس وتصفیہ قلب جس کا قدمگاہ اور اَنَّ اللّٰہ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ ال مُتطَهِّرِین تکیہ گاہ اور اَلَّذِینَ اَحْسَنُو الْحُسنیٰ زیادت جاہ اور عُلَماءِ اُمَّتِی کَانبیاءِ بَنِی اِسرَائِیل دستگاہ ہے اور ان اصحاب کرام کو جو آسمان خلافت کے آفتاب اور بروج ہدایت کے ماہتاب اور اَصحَابِی کَالنُّجُوم بِاَیِّهِم اِقْتَدَیْتُم اِهْتَدَیْتُم گم شدوں کے لئے ہدایت کے ستارے اور ہادی ہیں۔ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر حقیر خادم الفقرا عبدالقدوس حنفی گنگوہی اسمٰعیل بن صفی کا بیٹا خاکروب درگاہ حضرت قطب الاقطاب تاج الاولیا ہادی الاصفیا سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق صاحب رودولوی صاحب توشہ قدس اللہ سرہ' العزیز اپنے اخوان الصفانی دین المصطفٰے ﷺ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب اس خاکسار نے خانقاہ متبرکہ اور روضہ مطہرہ حضرت شیخ ممدوح میں کہ مصداق روضة مِن ریاض الجنة کا ہے ایک مدت مدید تک اپنے آپ کو مجاہدات شدیدہ اور ریاضات مدیدہ میں پگھلایا اور زار ونزار کیا اور بھوک پیاس کی مصیبتیں جھیلیں اور صبر کی عادت اختیار کی اور دُرّاج معیت مقام محویت میں آیا اور بلبل جان بوستان جہان سے بیخود ہوکر ترنم سرا ہوا اور اپنے دوست ہمراز کے ساتھ موافقت پیدا کی اور حالت یومئذٍ تحدّث اخبارها بانّ ربّک اوحیٰ لها ظہور میں آئی تو دل میں خیال آیا کہ کچھ حقائق ودقائق عارفان راہِ طریقت اور سالکان طریق ہدایت کے جو باعتبار حفظ گویائی اور زبان حال سے تعلق رکھتے ہیں احاطہ

تحریر میں لاؤں اور بطور رسالہ کے مرتب کروں۔ بعد اس کے جذب قلبی نے ادھر رغبت دلائی کہ اول تمیناً وتبرکاً حضرت شیخ کے کچھ مناقب بیان کروں تا کہ یہ رسالہ بھی درجہ قبولیت کو پہنچے حسبنا اللّٰہ نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر

جاننا چاہیے جبکہ حضرت شیخ العالم بحکم آیہ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِالْکُفَّار وَ الْمُنَافِقِیْن وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رَجَعْنَامِنُ الْجِھَادِ الاَصْغَرِ اِلیٰ الجِھَادِ الاَکْبر متابعت وموافقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے ہوکر تیغ خونخوار سے طالبان احدیت اور سالکان صمدیت کے دشمنان قلوب کو طشت خون میں نہلاتے تھے روزمرہ یَا اَیَّتُھَا النفسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلیٰ رَبِّک رَاضِیَۃً مَرْضِیَۃ [۱] میں داخل کرتے تھے اور اجنہ شیاطین کا مغز نکالتے تھے اور جہان والوں کو مطابق امر قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوا الیٰ اللّٰہ عَلیٰ بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَ مَنِ اتبعیٰ طرفۃ العین میں بینائے احدیت اور شناسائے صمدیت کرتے اور ہمت باطنی سے ایک نظر میں ماسوا اللہ سے عبور کراتے اور مردہ دلوں کو بفحوائے الشیخ یُحیِیُ وَ یُمِیْتُ حیات القلبی بخشتے اور عاصیان وقت کو سلک اطاعت میں منسلک کرتے اور دریائے ہویت وصمدیت لایزال کو ہمیشہ پیتے اور ھَل مِن مَّزِیْد کا دم بھرتے اور نہایت اشتیاق سے اکثر اوقات میں اس مثنوی کے مشاہدہ باطنیہ میں مشغول ہوتے تھے۔ مثنوی

ہر آں کو غافل از وے یک زمان است ۔۔۔ در آندم کافر ست امّا نہان است

مبادا غائبے پیوستہ باشد ۔۔۔ درِ اسلام بر وے بستہ باشد

حضورم بخش اے پروردگارم ۔۔۔ کہ من غائب شدن طاقت ندارم

[۱] صوفیہ کے نزدیک شروع ناسوت میں ڈرانی صورتیں نظر پڑتی ہیں۔ قریب الاختتام طالب دریا کا راستہ چلتا ہے اور درمیان میں بڑے بڑے سانپ دکھائی دیتے ہیں۔ اختتام ناسوت میں اونچی جگہوں پر سے اترنا ہے (بقیہ صفحہ ۷ پر)

میں نے چاہا کہ بعض مناقب حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے، کہ خداوند کریم سے عبدالحق خطاب پایا ہے اور متابعت رسول ﷺ میں کمال حاصل کیا ہے اور کمال بھی کیسا کہ درجہ تمثیل میں قدم رکھا یعنی حضرت ﷺ کو عبدہٗ ورسولہٗ سے مخاطب کرتے ہیں آپ کو عبدالحق کہتے ہیں، اس رسالہ میں لکھوں اللہ! کیا کمال تھا کہ جب سے ہمت کے گھوڑے پر سوار ہوئے میدان جمال محمدی ﷺ میں دوڑتے چلے گئے۔ ٹھہرنے کا نام نہ لیا اور جب مقصد حقیقی پر کامیاب ہوئے شہود مقام میں بے کام وزبان و بےنشان بے ہوشی کی حالت میں گوش ہوش سے آوازہ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا سے مستفید ہوئے اور بجمال تجلی میں چشم بے بصر سے جلال و جمال الٰہی کا مشاہدہ کیا اور دنیائے فانی کو چھوڑ کر بقا باللہ سے دمساز ہوئے۔ سنا گیا ہے کہ شیخ موصوف کا عالم محویت یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ اگر کوئی قرابتی آپ کا یا ہمسایہ آتا تو اس سے پوچھتے تھے کہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے پھر آبا واجداد تک پوچھتے چلے جاتے تھے کئی پشتوں میں جا کر سمجھتے تھے تب فرماتے تھے کہ آہا فلانے صاحب ہیں پھر محو ہو جاتے تھے جب ہوش میں آتے پھر یہی پوچھتے تھے غرض عالم ظاہر سے بالکل توجہ اٹھ گئی تھی۔ واہ واہ سبحان اللہ کیا کمال ہے کہ اپنے پیر حضرت ﷺ کے قدم بقدم چلے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مستغرق تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ اَنْتَ یعنی فتح تا فوقانی سے فرمایا اور تذکیر وتانیث کا مطلق لحاظ نہ رہا۔ حضرت عائشہؓ نے

(بقیہ صفحہ ۶:) اور ملکوت میں قدم رکھتا ہے یہاں نفس کی صورت دس بارہ برس کی لڑکی کی سی ہوتی ہے۔ اختتام ملکوت میں نفس کی شکل ہندو مطیع کی ہوتی ہے جبروت اور لاہوت میں مسلمان آدمی نظر آنے لگتا ہے اسی کا نام نفس مطمئنہ ہے۔ ملکوت کے ختم ہوتے ہی مسلمان ہو جاتا ہے۔ اب وسوسہ شیطانی دل میں کم جگہ پکڑتے ہیں واللہ اعلم ۱۲ مترجم

عرض کیا کہ انا عائشۃ۔ آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ عائشہ؟ عرض کیا بنتِ ابو بکرؓ۔ فرمایا مَن ابو بکرؓ؟ عرض کیا ابنِ قحافہ۔ فرمایا مَنْ قحافہ؟ پھر تو حضرت عائشہؓ حجرہ سے باہر نکل آئیں اور دروازہ پر بیٹھ گئیں کسی کو اندر نہ آنے دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میں حجرہ سے باہر نہ چلی آتی تو جل جاتی۔ جس وقت آپؐ کو ہوش آیا اور عالم باطن سے عالم ظاہر میں تشریف لائے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ پیغمبروں کی شفقت تو عام ہوتی ہے آپ ﷺ نے جواب دیا کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقت'' لَا یَسعُنِی فِیہِ مَلَک'' مُقَرِّب'' وَ لَانَبِیّ مُرسَل'' وَ ذالِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُوتِیہِ من یَّشَائُوَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیم۔ یعنی میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت خاص ہے کہ اس میں جبرئیل اور پیغمبر بھی نہیں سما سکتا پس بلا تشبیہ حضرت شیخ کا استغراق بھی اسی ڈھنگ کا تھا کہ دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہو جاتے تھے پس جو کچھ حالات و کمالات واردات حضرت شیخ مرحوم کے میں نے سنے ہیں اور مجھ کو یاد ہیں اس مختصر میں لکھے دیتا ہوں تاکہ گنہگار بندے اپنے حال سے متنبہ ہو کر تائبین میں داخل ہو کر بحکم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنبِ کَمَن لّا ذَنبَ لَہ' گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں اور تواب الرحیم ان کی توبہ قبول فرمائے اور عصیاں شعاروں کی حضرت شیخ رحمہ اللہ کے مناقب کی برکت سے مغفرت ہو اور طالب حق کی طلب حق میں قوت اور ہمت بڑھے اور کسالت اور کاہلیت جاتی رہے اور مصقلہ طریقت سے طبیعت کا زنگ دور ہو یہاں تک کہ اگر نامرد ہو مردی اختیار کرے اور مردوں کی سی مردانگیّ ئے تاکہ ایسے ایسے شور انگیز و شوق آمیز شعروں پر ماہی بے آب اور سیماب سیماب کی طرح تڑپنے لگے۔ ابیات

نقش تو در دل و جانم گرفت — نقش دگر روئے نہانم گرفت

جز تو رخ حور نشاید مرا — شوق رخت چونکہ بجانم گرفت

شکل تو بنشست بچشم چناں | در ہمہ آفاق ہمانم گرفت
جز تو بنا در نظرم ہیچ نیست | بہر وجود تو جہانم گرفت
روشنی مہر بہ اس مہر تافت | مہر و مہ نور روانم گرفت

ظلمتے شب کہ بگیرد جہاں | زاں سر زلفست کہ جانم گرفت
عشق تو تا در سر من اوفتاد | زلزلہ در جملہ جہانم گرفت
جان و دلم ہر دو فدائے تو شد | حُسنِ رخت چونکہ بجانم گرفت
روئے تو چوں تیغ خدت برکشید | سر زتن و عقل ز جانم گرفت
خون جگر ریختہ جیحوں شدہ | چوں خم ابروت کمانم گرفت
بیاند درد دروں بر فرود | ولولہ عشق چو جانم گرفت

اور اس مخذرات غیبی کو انوار العیون فی اسرار المکنون سے نامزد کر کے سات فنون پر منقسم کرتا ہوں۔

فنِ اول

حضرت پیر دستگیر شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں نقل ہے کہ حضرت شیخ جب سات برس کے تھے تو جس وقت آپ کی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ رات کو تہجد کے لئے اُٹھتی تھیں تو آپ بھی چپکے سے اٹھ کر کسی کونہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے لگتے تھے۔ حضرت کی والدہ نماز سے فارغ ہو کر دیکھا کرتی

تھیں تو کسی کونہ میں بیٹھا پایا کرتی تھیں اور سمجھاتی تھیں کہ بیٹا اگرچہ تمہارے آبا و اجداد شیخ ہوتے آئے ہیں مگر تمہاری طرح نہیں ہوئے صغرسنی میں تو فرض بھی فرض نہیں ہے تم نفل کے لئے اتنی محنت اپنے اوپر گوارا کرتے ہو۔ خیر اسی طرح چند روز گزر گئے اس کے بعد محبت الٰہی نے جوش جو مارا تو یہ بات جی میں سمائی کہ والدہ خود تو عبادت کرتی ہیں اور مجھے روکتی ہیں یہ والدہ کیا رہزن ہیں یہ سوچ کر سفر کا ارادہ کیا۔

نقل ہے حضرت شیخ العالم شہر دہلی میں اپنے بھائی شیخ تقی الدین کے پاس تحصیل علم کرتے تھے مگر شیخ تقی الدین علم ظاہری سے جو کچھ بتاتے تھے آپ نہیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ کو علم معرفت سکھائے جب شیخ تقی الدین کو شیخ العالم سے کسی طرح رہائی نہ ہوئی جمعہ کے دن ان کا ہاتھ پکڑ کر استادانِ شہر دہلی کے پاس لے گئے اور التماس کیا کہ یہ بچہ مجھے بہت ستاتا ہے کہ مجھے علم پڑھاؤ اور جب میں کچھ پڑھاتا ہوں تو نہیں پڑھتا۔ آپ اس بچہ کو سمجھائیں اور پڑھائیں شاید آپ کا فرمانا اس کے دل پر اثر کرے۔ استادوں نے میزان الصرف آپ کے سامنے رکھی اور سبق پڑھانا شروع کیا جب ضرب یضرب کی گردان پر پہنچے اور اس کے معنی بیان کئے کہ ضرب (زد) حضرت شیخ نے فرمایا کہ راہ خدا میں مارنا اور مارا جانا خاص و عام کے لئے اولیائے کرام کا طریقہ ہے بسبب انتقام کے نہیں۔ پھر فرمایا کہ مجھ کو اس علم کے پڑھنے سے کچھ سروکار نہیں اللہ کی معرفت کا علم پڑھاؤ تاکہ اس کو پہچانوں اور دوست رکھوں۔ استادوں نے شفقت سے فرمایا کہ بابا تقی الدین اس بچہ کا خیال نہ کر یہ علم رکھتا ہے۔ پھر حضرت شیخ نے استادوں کے سامنے مودب کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے استادانِ اولوالعزم مجھے کچھ عرض کرنا ہے اگر ارشاد ہو عرض کروں۔ استادوں نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ ہاں اے بچہ کیا کہنا ہے شوق سے کہہ۔ حضرت شیخ نے وجد میں آ کر نہایت ذوق و شوق سے یہ شعر پڑھا

مخدوما عمر بخواندن میزان بگذشت   صرف مگر روز قیامت خواہی کرد

استاد اوران کے سوا جتنے لوگ حاضر تھے شعر سنتے ہی وجد میں آئے اور زار زار رونے لگے اور عذر خواہی کر کے پاؤں پکڑنے لگے اور فرمایا کہ اَلسَّعِیْدُ مَنْ سُعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ اس کے بعد شیخ اس جگہ سے اٹھے اور باہر آئے اور اپنے کام میں مشغول ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم قدس اللہ روحہ اپنے بھائی کے کنبہ پر بہت تقاضا کرتے تھے اور اپنے بھائی کے شاکی تھے کہ بھائی تقی الدین مجھے پڑھاتے نہیں ہیں۔ ایک روز ان کی بھابی صاحبہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ احمد تمہارا چھوٹا بھائی ہے تم اسے کیوں نہیں پڑھاتے اگر تم نہ پڑھاؤ گے تو اور کون پڑھائے گا۔ انہوں نے کہا کہ میں کس کو پڑھاؤں وہ تو اللہ کی طلب میں اپنے آپ سے بھی بے خبر ہے۔ لو میں تم کو امتحان کرائے دیتا ہوں یہ کہہ کر حضرت شیخ کو بلایا اور اپنی انگوٹھی دی کہ اس کو حفاظت سے رکھنا انہوں نے اس کو لے کر صحن خانہ میں دفن کر دیا ایک ساعت نہ گزری تھی کہ تقی الدین نے انگوٹھی مانگی۔ شیخ نے بھابی سے مخاطب ہو کر کہا دیکھو بھابی بھائی ہمارے سر انگوٹھی لگاتے ہیں۔ تقی الدین نے کہا میں نے تجھے دی نہ تھی اور تو نے اس کو صحن میں دفن نہیں کر دیا۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے خبر نہیں اگر میں نے صحن میں دفن کی ہے نکال لو تو تقی الدین نے اپنی اہلیہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھا جس کو دم بھر کی بات یاد نہیں وہ علم کیونکر پڑھے گا۔ یہ ایسے علم میں غرق ہے کہ ہمارے علم کی پرواہ نہیں رکھتا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم دہلی میں ایک شہزادہ سے محبت رکھتے تھے اور تخلیہ میں یاد اللہ کیا کرتے تھے ایک روز شیخ تقی الدین مسجد میں لیٹے ہوئے تھے اور حضرت شیخ ان کے پاؤں سہلاتے تھے اتنے میں شہزادہ مسجد میں آیا اور یہ دیکھ کر درہم برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے تقی الدین شیخ سے پاؤں دبواتا ہے

مناسب یہ ہے کہ تمام بادشاہ اور اولیا اس کے پاؤں پکڑیں اور غلامی اختیار کریں۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں پیر طریقت کی تلاش میں کہ مطابق قول۔

پیرہ کبریت احمر آمدہ است   سینہ او بحر اخضر آمدہ است

ذات با برکات مثل کبریت احمر کے اور سینہ مانند بحر اخضر کے رکھتا ہو تمام عالم میں حیران و پریشان پھرتے تھے اور منزل مقصود کو نہیں پہنچتے تھے۔ ناگاہ پانی پت میں رونق افروز ہوئے اور حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا قدس اللہ سرہ العزیز کی قدم بوسی حاصل کی حضرت شیخ موصوف نے راضی برضائے الٰہی اپنی کلاہِ مبارک آپ کے سر پر رکھی اور ولایت کاملہ عطا فرمائی اور اکرام کیا اس کے بعد شیخ موصوف کے مریدوں نے شیخ العالم کی ضیافتیں کرنی شروع کیں۔ اور طرفہ طرفہ کباب اور عمدہ عمدہ کھانے مع مخطورات کے سامنے رکھے حضرت شیخ العالم کی نظر جب ممنوعات پر پڑی، تبرا بھیج کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اسی وقت حضرت شیخ موصوف کی خدمت میں آکر عطیہ واپس کیا اور شہر سے باہر نکلے چلتے ہوئے چال دیکھ کر حضرت شیخ پیچھے پیچھے چلے اور دروازہ پر منتظر کھڑے ہوگئے۔ شیخ العالم جس وقت شہر سے باہر نکلے راستہ بھول گئے حیران و پریشان اِدھر اُدھر پھر پھرا کر عاجز ہو کر ایک درخت پر چڑھ بیٹھے۔ تھوڑی دیر کے بعد دو شخصوں کو دور سے آتے دیکھا اور راستہ پوچھنے کے لئے آہستہ آہستہ نیچے اترے اور ان سے ملاقات کر کے پوچھا کہ راستہ کس طرف ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ راستہ تو آپ حضرت مخدوم کے دروازہ ہی سے بھول گئے ہیں۔ حضرت شیخ العالم نے پوچھا کہ یہ بات اسی طرح ہے انہوں نے کہا ہاں اسی طرح ہے۔ غرض اسی جملہ کی تین بار تکرار کی جب پوری تصدیق ہوگئی وہ دونوں شخص غائب ہوگئے اور شیخ سمجھے کہ میرا حصہ حضرت مخدوم ہی کے یہاں ہے اور یہ

دونو خدا کے رسول تھے بس توبہ کر کے الٹے پھرے اور حضرت شیخ کو دروازہ پر کھڑا پایا دیکھتے ہی قدموں پر گر پڑے اور عاجزی کرنے لگے۔ شیخ موصوف نے شیخ العالم کو اپنا مہمان کیا اور خادم سے فرمایا کہ نئے نئے کھانے تیار کر کے لے آ اور کچھ محظورات میں سے بھی رکھ لا۔ حسب الارشاد خادم کھانے جدا جدا چن کر لے آیا اور کچھ ممنوعات بھی لایا۔ حضرت مخدوم جلالؒ نے نظر باطن سے زور ڈال کر ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ کیجئے اور جو برتن غیر مناسب ہو علیحدہ کر دیجئے۔ شیخ العالم نے حسب ایمائے شیخ کھانوں پر نظر ڈالی تو جمال وحدت نظر آنے لگا اور محویت طاری ہوئی۔ تغیر وتبدل زمانہ پر عبرت کر کے زار زار رونے لگے ایک مدت اسی حیرت میں ششدر اپنے پیر دستگیر کی خانقاہ جمال وکمال میں بیٹھے رویا کئے۔ ایک روز حضرت شیخ موصوف آپ کے قریب آئے اور فرمایا کہ اے عبدالحق ہوش میں آ اور کوئی چیز اختیار کر۔ حضرت شیخ العالم آتش باطن سے کسی طرح سرد نہیں ہوتے تھے اور کسی چیز کو اختیار نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کھاتا ہوں اور کہاں سے کھاتا ہوں اور کسے کھاتا ہوں اور اب اور کیا کھاؤں اور کس چیز کی طرف مائل ہوں اور کس سے اعراض کروں اور ناپاک اور پاک میں کیونکر فرق کروں۔ جب حضرت شیخ نے بہت ہی اصرار کیا فرمایا اچھا اگر شاماخ کی روٹی کھلا دیجئے گا تو کھا لوں گا شیخ نے ایک خادم کو بھیجا وہ شاماخ کی چاول کی سفید سفید روٹیاں پکا کر لے آیا۔ شیخ العالم نے فرمایا کہ میں نے شاماخ کی روٹی کو کہا تھا یہ اس کے چاول کی ہے۔ خیر آخر کار شیخ نے ان کو کھانا کھلایا اور فرمایا کہ اے عبدالحق خدا پاک کو پاک کرتا ہے اور پاک کو ناپاک سے ہمیشہ پاک رکھتا ہے بس تو حضرت پاک کی طرف متوجہ اور متوکل ہو کر پاک رہ اور آپ کو اور اپنے حال کو ناپاک سے پاک رکھ اور پاک کے سوا کسی کو نہ دیکھ اُس وقت تجھ کو معلوم ہوگا اور تو جانے گا کہ دو جہان میں سوائے حضرت پاک کے کچھ نہیں ہے

اور نہ ہوگا تب شیخ العالم کو تسکین قلب اور اطمینان باطن حاصل ہوا الحمد للہ علیٰ ذالک۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم جب سنام میں رہتے تھے ایک بیوہ عورت بی بی فاطمہ نام آپ سے محبت رکھتی تھی۔ اس عورت کے دو بیٹے تھے سفید بافی کا کام کرتے تھے اور یہ عورت ولیہ رات دن اپنے خدا کی یاد میں رہتی تھی اور شیخ العالم کو بجائے فرزند کے سمجھتی تھی۔ شیخ بھی محبت کی وجہ سے اسی کے مکان پر رہتے تھے رات کو تہجد کے وقت ہر چند چاہتے تھے کہ آج بی بی فاطمہ سے پہلے اٹھیں مگر جب اٹھتے تھے اس خاصہ بارگاہ کو عبادت ہی میں مشغول پاتے تھے اور وہ ان سے فرماتی تھیں کہ بیٹا گرم پانی لے لو سرد پانی سے وضو نہ کرنا۔ آفرین ہے ایسی عورت پر کہ مردوں پر فائق تھی۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم سنام میں ایک دیوانہ سے کہ حال وکمال دونوں رکھتا تھا اور ایک مسجد میں پڑا رہتا تھا، بہت محبت رکھتے تھے اور اس کے پاس بھی جو کچھ کھانا وغیرہ خلق اللہ لے کر آتی حضرت شیخ کے لئے رکھ چھوڑتا جس وقت حضرت تشریف لاتے کہتا کہ یا شیخ کھانا رکھا ہے آپ کھایئے اور مجھے بھی کھلایئے۔ حضرت شیخ کچھ آپ کھا لیتے تھے کچھ اسے کھلا دیتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز ایک دیوانہ خراسانی سفید رنگ دراز قد آیا اور اس دیوانہ سے غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ او دیوانے تو ہماری ولایت کو خراب کر آیا میں بھی تیری ولایت خراب کروں گا۔ ایک مدت کے بعد ناگاہ بی بی فاطمہ نے فرمایا کہ اے بیٹے احمد میں نے آج شب کو یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک حوض میں سے آدمی مچھلیاں مارتے ہیں حضرت شیخ نے فرمایا کہ بی بی فقیر نے بھی دیکھا ہے کہ ایک حوض میں سے کہ دریا کے برابر نظر آتا ہے لوگ بڑی بڑی بیشمار مچھلیاں مارتے ہیں بعد ازاں شیخ نے خواب کی تعبیر بیان کی کہ تمہاری خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سنام اُجڑ جائے گی اور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ شہر دہلی اجڑے گا۔ چند روز نہ گذرے تھے کہ شور وغل برپا ہوا

کہ مغل آچڑھے۔ بی بی کھچڑی کی ہانڈی پکتی چھوڑ کر بازار سے سوت خریدنے گئی تھیں۔ جب ان کے آنے میں دیر ہوئی حضرت شیخ ان کی جستجو میں بازار کو چلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ قیامت کا سامنا ہو رہا ہے اور شور و فغاں حد سے زیادہ ہے۔ سب جگہ تلاش کی جب نہ ملیں پھر کر مسجد میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ قریب تین پہر کے اس دیوانہ کے پاس بیٹھا رہا۔ حضرت شیخ کو دیکھتے ہی دیوانہ کہنے لگا کہ یا شیخ خدا کا قہر ٹوٹ پڑا ہے شیخ نے فرمایا پھر آپ کا کیا حال ہے کہا ہم بھی گرفتار ہیں۔ بعد ازاں شیخ بی بی فاطمہ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر میں بی بی نہیں ہیں اور کھچڑی کی ہانڈی اسی طرح چولھے پر چڑھ رہی ہے حضرت نے اس میں سے ایک لقمہ کھایا اور تکبیر کہہ کر حیرت کے ساتھ زبان حال سے ارشاد فرمایا لِمَنِ الْملکُ الْیَوْمَ للّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار اور باہر تشریف لے آئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم پانی پت میں اپنے پیر حضرت شیخ المشائخ شیخ جلال الدینؒ کے یہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت شیخ المشائخ کے مرید اسباب باندھ کر سفر پر تیار بیٹھے ہیں وہ ان کو دیکھ کر دودھ چاول کا طباق لائے اور حضرت شیخ المشائخ نے شیخ العالم کو دے کر کہا کہ اے عبد الحق چل دے عذابِ الٰہی نازل ہو گیا ہے۔ حضرت شیخ وہاں سے چند شخصوں کو جو آپ کے مصاحب ہو گئے تھے ساتھ لے کر روانہ ہوئے جب دہلی کے قریب آئے شیخ نے فرمایا کہ خدا کا غضب دہلی کے واسطے ہے ہم یہاں نہ جائیں گے یہ فرما کر بدایون تشریف لے گئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم مسافرت میں ایک روز شبِ جمعہ کو ایک مسجد میں ٹھہرے رات کو عشا کے بعد آدمی جمع ہوئے اور ہر شخص سات سات مرتبہ اذان کہنے لگا۔ چند شخصوں نے ان سے بھی کہا کہ میاں مسافر تم اذان نہیں کہتے ہو انہوں نے کہا بھائی پہلے تم یہ بتاؤ کہ اس اذان میں تمہارا مدعا اور مطلب کیا

ہے سب نے جواب دیا کہ ہم اس لئے سات اذانیں کہتے ہیں اور عاجزی کرتے ہیں کہ خدا ایک ہفتہ تک اس زمین کو اور اس پر رہنے والوں کو خوش و خرم رکھے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ نیت نہیں ہوسکتی لوگوں نے عرض کیا کہ کیوں صاحب کس لئے۔ آپ نے فرمایا کہ مخلص اور خالص بندہ اللہ کا وہ ہے کہ خدا کو نیک شے سے پوچھے اور اس سے مدد چاہے اور مطابق آیہ وَاعْبُدُو اللّٰہ مُخْلِصِیْنَ لَہٗ الدِّیْن اپنا مقصود اور مطلوب سوائے ذات باری کے نہ جانے۔ یہ سن کر سب لوگ حیران رہے کہ فقیر کیا کہتا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم پنڈوہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے پوچھا کہ اس شہر میں سب سے بڑا افاضل کون ہے لوگوں نے ایک شخص کا نام بتایا کہ سب سے بڑا عالم اور عقلمند فلاں شخص ہے شیخ العالم پوچھتے پوچھتے اس کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ بیٹھا ہوا درس دے رہا ہے وہ ان کو دیکھ کر سبق بند کر کے پاؤں میں گرا۔ شیخ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی تمام عالم میں مشہور ہے میں علم معرفت کا بھوکا ہوں تلقین فرمایئے کہ معرفت کیا چیز ہے۔ دانشمند آنسو بھر لایا اور پاؤں پر گر کر کہنے لگا کہ حضرت مجھ فقیر نے تو تمام عمر اس پڑھنے اور پڑھانے ہی میں گذاری وائے قسمت کہ اس علم سے کچھ حاصل نہ کیا۔ حضرت شیخ نے اس پر نہایت شفقت کی اور روانہ ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم پنڈوہ میں ایک کوتوال کے مکان پر رہتے تھے اور دیوانہ بھی آپ کے ساتھ رہتا تھا اتفاقاً ایک روز رات کو بادشاہ شہر فقیروں غریبوں کا لباس پہن کر قلندروں کے رہنے کہ جگہ آیا وہ کھانے پر تیار بیٹھے تھے جب کھانا شروع کیا کہنے لگے کہ اے فقیر دور رہو تو ہمارے کھانے کو نظر لگاتا ہے بادشاہ نے کہا کہ بابا میں غریب مسافر ہوں تم سے کچھ مانگتا تو نہیں ہوں بیٹھا ہوں بیٹھا رہنے دیجئے مگر

قلندروں نے جبراً بادشاہ کو ہٹا دیا۔ بادشاہ وہاں سے روانہ ہوا اور جوگیوں کی فرودگاہ میں آیا ان کے یہاں بھی کھانا تیار تھا جب کھانے کا وقت آیا سب کو برابر حصہ ملنے لگا چنانچہ بادشاہ کا بھی ایک حصہ معین کیا اور پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ بھائیو میں تو مسافر ہوں تم نے اپنی خوراک میں سے میرا حصہ کیوں نکالا۔ انہوں نے کہا کہ صاحب ہمارے یہاں کا دستور ہے کہ اگر کتا بھی موجود ہو اس کے واسطے بھی برابر حصہ نکالتے ہیں اور تم تو آدمی ہو۔ الغرض جب بادشاہ وہاں سے پھر کر اپنی دولت سرا میں آیا صبح کو حکم دیا کہ ہمارے شہر سے قلندر اور درویش سب نکل جائیں۔ تمام شہر کے فقیر پکڑے گئے اور دریا پر کشتی میں بٹھا کر کہیں اور روانہ کرنے کا سامان کیا گیا، اس شور وغل کی خبر شیخ العالم نے سنی اور دیوانہ سے فرمایا کہ بھائی دیوانے آؤ ہم تم دونوں مل کر بادشاہ کے مکان پر چلیں دیکھیں تو فقیروں اور قلندروں کو کیوں کر نکالتا ہے۔ کوتوال اور اس کی والدہ نے منع کیا کہ اے مخدوم باہر نہ جاؤ بادشاہ کے سپاہی فقیروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑ کے لے جاتے ہیں اور شہر بدر کرتے ہیں۔ شیخ العالم نے ایک نہ سنی اور دیوانہ کو ساتھ لے کر سیدھے درِشاہی پر پہنچے اور خاک دھول سر پر ڈال کر بڑی دیر تک حکم کے منتظر کھڑے رہے مگر کوئی آدمی آپ سے معارض نہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بادشاہ قلندروں اور درویشوں کو نہیں نکالتا ہے بلکہ بے خبروں کو شہر بدر کرتا ہے پھر آپ اپنے مکان کو چلے آئے۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ العالم شہر پنڈوا میں دریا کے کنارہ کھڑے ہوئے تھے یکایک جی میں آیا کہ شیخ نور الدین قدس اللہ سرہٗ کی ملاقات کو چلیے مگر خالی ہاتھ جانا بزرگ کے یہاں مناسب نہیں ہری گھاس ہی لے چلیں یہ سوچ کر دریا کے کنارہ سے ڈھونڈ کر ایک بہت سبز اور لمبی اور خوبصورت گھاس اکھیڑی اور شیخ نور الدین کے زانو پر جا کر رکھ دی، شیخ اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے شیخ العالم نے گھاس

رکھنے کے بعد فرمایا کہ بابا صنا ہے شیخ نورالدین نے جواب دیا کہ بابا خرت ہے اس کے بعد دونوں اولیا مشاہدہ میں غرق ہوئے تھوڑی دیر کے بعد شیخ العالم نے سر اٹھایا اور ہوش میں آئے اگر چہ اپنے پیر کی طفیل سے حوض وحدت سے پانی نوش فرماتے تھے مگر پیاس پانی سے سیراب نہ ہوتے اور ہردم هَلْ مِنْ مَزِیْد کا ہردم بھرتے تھے ہرچند کہ مقامات اعلٰی کی طرف عروج تھا اور سب مراتب کو طے کئے جاتے تھے مگر جس فائدہ کی طلب تھی اس کو نہیں پاتے تھے اور باشور وفغاں کہتے تھے کہ اے احمد تو نے پچاس برس کی عمر گنوائی اور تمام عالم میں پھرا مگر منزل مقصود کو نہ پہنچا اور افسوس نہ تو اپنی مقصود ہی کو پہنچا اور نہ تن آسانی ہی کی بقول شخصے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ دونوں کاموں میں سے ایک بھی نہ ہوا اپنے وطن کو چل اور دنیا کی لذات اور نعمتوں میں مشغول ہو فضول پھرنے سے کیا حاصل بقول شخصے ؎ از نکتہ مقصود نشد فہم حدیثے ۔ لادین ولا دنیا بیکار بماندیم

الغرض یہ خیال کر کے اپنے وطن کی طرف پھرے اور چلتے چلتے شہر بہار میں پہنچے۔ اس شہر میں دو دیوانے رہتے تھے ایک کا نام سلطان علاؤالدین تھا یہ ہمیشہ ننگا رہتا تھا دوسرے کو نیم لنگوٹی کہتے تھے کیونکہ وہ آگے کی طرف لنگوٹی لٹکا تا تھا اور دوسری طرف نہیں لگا تا تھا۔ ناگاہ سلطان علاؤالدین دیوانہ لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے سامنے آتا نظر آیا اور حضرت شیخ کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو بغل میں لے کر تین مرتبہ فرمایا کہ بابا مرد دیگ پکاتے ہیں اور کھانے کے وقت کیوں چھوڑتے ہیں اور چلا گیا بعدہٗ نیم لنگوٹی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بھی شیخ کو بغل میں لے کر تین مرتبہ یہی کہا اور چلا گیا۔ حضرت شیخ العالم نے اپنے دل میں خیال کیا اے احمد خدا تعالیٰ کے دیوانے خبر دیتے ہیں شاید تو اپنے مراد اور مقصود کو پہنچے اور اپنے فائدہ پر وقوف پائے پھر وہاں سے اپنے مکان میں تشریف لائے اور دل میں سوچا کہ اے

احمد مقصود کی خبر زندوں سے کبھی نہ ملے گی اب چل مُردوں سے پوچھ۔ یہ سوچ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور رات دن یا ہادی یا ہادی کہتے پھرنے لگے ایک زمانہ کے بعد خیال آیا کہ احمد جیتے جی ہی قبر میں چل بیٹھ اور اٹھ کھڑے ہوئے ایک طرف اپنے ہاتھ ہی سے قبر کھودی اور اس میں گھس گئے اور لوگوں سے اپنے آپ مردوں کی طرح دفن کرا کر دنیا سے کنارہ کش ہو کر یاد الٰہی کرنی شروع کی۔ چار مہینہ کامل ہو گئے کہ کسی کی طرف کچھ التفات نہ کرتے تھے اور قبر میں بیٹھے اللہ اللہ کرتے تھے اور ہمیشہ سرمہ **ما زاغ البصر** آنکھوں میں لگائے رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اے احمد یہ عالم پرستش کے قابل نہیں ہے اس سے کنارہ کش ہو اور ایسے عالم میں چل کہ اس کیفیت اور کمیت سے بالکل پاک اور مبرا ہو اور بے آواز و بے زبان **فاعلم انہ' لا الٰہ الا انا** کا آوازہ سنے اور مطابق **اذا تجلیٰ ربہ' للجبل خضع لہ' خاضعین** میں سے شمار ہو کر معیت میں مشغول ہوئے اور کمال حاصل کیا اور لوگوں کی دعوت وغیرہ کرنے لگے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ نے شہر اودھ میں کتیا پالی تھی اتفاقاً اس کے بچہ پیدا ہوا حضرت ممدوح نے تمام شہر کے امرا و غربا کو جمع کر کے کھانا کھلایا۔ چند روز کے بعد شیخ جمال الدین گوجری سے ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ کیوں حضرت آپ کے یہاں کھانا پکا اور آپ نے ہمیں یاد نہ فرمایا شیخ صاحب نے جواب دیا کہ اے جمال الدین وہ دعوت کتے کی تھی اس لئے میں نے کتوں کو بلایا تھا اور تو زمرۂ انسان میں سے ہے بھلا کتوں کی دعوت میں تجھے کس طرح بلاتا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم ایک روز شیخ فتح اللہ اودھی کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے لڑکوں کی کھیل کی طرح پودری کا سایہ کیا شیخ فتح اللہ حیران ہوئے اور کچھ نہ کہہ سکے اور ایک روایت یہ ہے

کہ یہ بات کسی دوسرے کی نسبت ہوئی اور شیخ فتح اللہ نے فرمایا کہ یہ کاریگر ہے اپنے کسب کو قال کے درجہ میں پہنچایا ہے۔ اور شاید مراد اس فعل سے یہ ہو کہ شیخ فتح اللہ زاہد وقت تھے اور زہد عاشقوں کے نزدیک لڑکوں کا کھیل ہے چنانچہ قول علیہ السلام **علیکم بدین الاسلام** یہی اس بات کا مشعر ہے ضرور حضرت شیخ العالم نے بھی اشارہ کیا ہے تا کہ شیخ فتح اللہ کو شعور آئے اور عشق الٰہی کی رمزیں معلوم ہوں چنانچہ لکھا ہے **الاشتغال بالعلوم الشریعة و تلاوة القران و ر حسنة و ان شان الطالب شان آخره** ☆ **واللہ اعلم۔**

نقل ہے کہ ایک روز شیخ العالم شیخ زین الدین سے ملنے کو تشریف لے گئے اور شیخ زین الدین کے دروازہ پر ایک دربان بیٹھا رہتا تھا۔ اگر کوئی شخص کچھ لاتا تھا تو وہ اس کو اندر جانے دیتا ورنہ ایک نہ سنتا۔ چونکہ شیخ کے پاس کچھ نہ تھا حاجب نے اندر نہ جانے دیا شیخ الٹے چلے آئے اور آ کر اپنا اصلی لباس اتارا اور عمدہ پوشاک پہنی اور ایک طبق میں کنکر پتھر رکھ کر ایک خادمؒ کے سر پر رکھوا کر تشریف لے چلے۔ خادم نے خوش پوشاک اور کچھ ہدیہ لئے ہوئے دیکھ کر اجازت دی اور ہرگز منع نہ کیا بلکہ ساتھ جا کر آپ کو شیخ زین الدین کے پاس بٹھا دیا۔ شیخ العالم ملاقات کے بعد شیخ زین الدین سے باتوں میں مشغول ہوئے جس وقت شیخ زین الدین نے طبق کو کھولا اس میں کنکر پتھر نکلے تو فرمایا کہ یہ کیا شے ہے۔ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ یہ آپ سے ملنے کا وسیلہ ہے بغیر اس کے کوئی شخص آپ سے نہیں مل سکتا۔ بعد ازاں شیخ العالم نے دو ہزار تنکہ سونے کی شیخ زین الدین۔ سے طلب کئے انہوں نے فرمایا کہ بھلا فقیر کے پاس مال کہاں سے آیا ہے ہر چند شیخ نے اصرار کیا کہ مجھے قرض حسنہ دے دیجئے میں ادا کر دوں گا اگر مجھے نہ دو گے تو کسی سے لے بھی نہ سکو گے اور شیخ زین الدین حالانکہ بڑے امیر تھے اور بھائی بھتیجے شاہزادے بنے

پھرتے تھے مگر انکار ہی کئے گئے۔ سنا ہے کہ چند روز کے بعد شیخ زین الدین بیمار ہوئے اور وفات پائی۔
بعد ان کے قاضی رضی سجادہ نشین ہوئے اور شیخ کے تمام بھتیجوں کا مال اسباب لے کر اُن کو چھوڑ دیا۔
نقل ہے کہ جس زمانہ میں سلطان ابراہیم قصبہ بسولی میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت شیخ العالم نے ملاقات کا قصد کیا اور فرمایا کہ اگر ابراہیم کہ آج کل بادشاہ ہے مسلمان ہو جائے یعنی دنیا کو چھوڑ دے تو تمام خلقت مسلمان ہو جائے اور اللہ کے عشق کا دم بھرنے لگے کہ الناس علیٰ دین ملوکھم یعنی آدمی اپنے بادشاہوں کے طریق پر ہوتے ہیں۔ جس وقت لشکر کے قریب آئے قاضی رضی نے سنا کہ حضرت شیخ العالم تشریف لائے ہیں جھٹ استقبال کر کے لے گیا اور اپنے برابر بٹھایا اور اسی وقت سلطان کو خبر دی کہ اے خداوند عالم ایک فقیر آیا ہے کہ آج کل قطب وقت ہے اور اولیائے زمانہ اس کی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔ سلطان نے کہا اچھا تو میں ملاقات کروں؟ قاضی رضی نے عرض کیا کہ خداوند عالم ملاقات کے لائق نہیں ہے کیونکہ وہ فقیر ہے نہ معلوم [1] ملاقات کے بعد بادشاہی رہے یا نہ رہے پہلے کسی طرح اس کے کمال اور عدم کمال کا امتحان کر لینا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا پھر کیا چاہیے قاضی نے جواب دیا کہ خداوند نعمت کچھ جائیداد وغیرہ اس کی خانقاہ کے لئے ہمیشہ کو مقرر کیجئے اگر اس نے قبول کر لیا تو وہ اہل کمال سے نہیں ہے اور اس کی ملاقات سے بھی کوئی ضرر نہیں اور اگر وہ قبول نہ کرے تو ملاقات

[1] بادشاہی کے عدم وجو میں اس لئے شبہ ہوا کہ اگر وہ فقیر واقعی کامل ہی ہے تو ایسا نہ ہو اپنا پرتو ڈال کر بادشاہ کی طبیعت کو فقر کی طرف مائل کر دے اور سامان شاہی برباد ہو جاوے لترجمہ سلمہ اللہ تعالیٰ

کرنے میں ہرگز بہتری نہیں ہے۔ بادشاہ نے اسی وقت منشی کو بلا کر چار گاؤں اور ہزار بیگہ زمین پختہ قصبہ ردولی کے قریب کی خانقاہ کے نام لکھا دی قاضی فرمان شاہی اور اس کے علاوہ کچھ کھانا وغیرہ لدوا کر شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور بادشاہ نے جناب کے حق میں وہ بات کی کہ کسی اور کے حق میں کم کی ہوگی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ ہاں ہاں فرمایئے تو کیا بات کی قاضی نے کہا کہ حضور کے فرزندوں کے لئے چار گاؤں اور ہزار بیگہ زمین ردولی کے نواح کی وقف کر دی اور فرمان شاہی نکال کر سامنے کیا شیخ العالم نے فرمایا کہ اے قاضی کلمہ پڑھو کلمہ اسی وقت کافر ہوگئے۔ قاضی نے کہا کہ حضرت میں نے ایسا کونسا کلمہ کفر کا زبان سے نکالا جس پر آپ نے فرمایا کہ کافر ہوگیا۔ شیخ العالم نے کہا کہ کیوں یہ کفر کی بات نہیں ہے کہ تو اور ابراہیم دونو خدا بنے جاتے ہو کہ رزق دینے کا دعویٰ کرتے ہو میاں جو خدا ابراہیم اور اس کے گھوڑوں اور ہاتھیوں کو اور تجھے اور تیرے خدمتگاروں اور متعلقین کو رزق دیتا ہے کیا مجھ فقیر کے بچوں کو نہ دے گا۔ قاضی نے عرض کیا کہ حضرت بندہ کی عرض کو قبول فرمایئے یہ ہدیہ تو لے لیجئے۔ شیخ العالم نے تبرا بھیجا اور کچھ نہ لیا اور فرمایا کہ کیا میری اولاد فقر کی قدر نہ جانے گی کہ **الفقر کنز من نور اللہ تعالیٰ** یعنی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے فقر بھی ایک خزانہ ہے اور اپنے مرید بختیار سے کہ اسم بامسمےٰ تھا آخر شب مین ہندی زبان میں دوہرا فرمایا: دوہرہ

کوا ہوئے تو پاٹوں سمندر کہ پاٹن جائے پار ہوئے تو بر جوں جھیل کہ برجن جائے

اور ایک حالت طاری ہوئی اور بختیار کو پیار کر کے چپکے سے اسی وقت وہاں سے چل پڑے اور اپنے دولت خانہ پر رونق افروز ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم شہر جونپور میں دوبار سلطان ابراہیم شرقی کی ملاقات کو تشریف لے گئے

وہاں مخدوم قاضی شہاب الدین سے ملاقات ہوئی۔ جب آپس میں ادھر ادھر کی باتیں چھڑیں حضرت شیخ نے کچھ علم معرفت بیان فرمانا شروع کیا۔ مخدوم قاضی شہاب الدین نے عرض کیا کہ حضرت ہم ظاہر بین لوگ تمہارے علم سے کہ علم الٰہی ہے مطلق دسترس نہیں رکھتے حضرت شیخ نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے تو بیچارہ لہرپا کا رہنے والا تجھے اس سے کیا مس ہوگا الغرض قاضی شہاب الدین کو شیخ سے کامل اعتقاد ہوا اور سلطان سے ملاقات کرانے پر آمادہ ہوئے اور میر صدر کو اس حال کی خبر دی میر صدر نے کہا کہ مخدوم من ملاقات تو ہو جائے گی مگر یہ سوچ لو کہ پھر ہم اور تم اور بادشاہ اور یہ انتظام سلطنت نہ ہوگا قسم ہے شیخ العالم صاحب حال اور صاحب کمال شخص ہیں ان کی نظر بھی اکسیر مطلق ہے اگر تانبے پر ڈالیں تو اسی وقت سونا ہو جائے۔ ملاقات ہوتے ہی سلطان کے خیالات پلٹ جائیں گے کارخانہ شاہی درہم برہم ہو جائے گا۔ قاضی یہ بات سن کر چپ ہو رہا۔ اور ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت شیخ جونپور کے دروازہ کے آگے میدان میں ٹہلتے پھرتے تھے بعض شخصوں نے عرض کیا کہ حضور یہ مختص خان کی دولت سرا ہے مختص خان آپ کا بہت بڑا معتقد تھا لوگوں نے اس کو خبر کی کہ حضرت شیخ العالم تشریف لائے ہیں اُس بھلے آدمی کو وضو میں وہم بہت تھا دیر ہوگئی اتنے میں حضرت چل دئے آگے جو چلے تو معلوم ہوا ملک خالص گھوڑے پر سوار بڑی ٹیپ ٹاپ سے گھوڑے کو جولان کئے اُڑا چلا جاتا ہے کسی نے عرض کیا کہ حضرت ملک خالص کی سواری جاتی ہے حضرت کی نظر دور سے پڑی اور فرمایا جب مختص کا وہ حال اور خالص کا یہ حال ہے تو اور لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی۔ ہاں بیچارے شراب دنیا کے نشہ میں ایسے چور ہیں کہ اپنے آپ کو بھی بھول گئے اور دوسروں کی بھی خبر نہیں رہی پھر کہنے لگے اے احمد ملک خدا کا ہے کل مسیر لما خلق لہ ' تقدیر الٰہی میں دم نہ مارنا چاہیے وہ جس کو چاہے مقرب بنائے جس کو چاہے راندۂ درگاہ

لا تبدیل لسنة الله تو کون ہے چل اپنے مکان کی طرف پھراوراسی وقت وہ لباس جو صحبت شاہی کے لائق تھا اور زین وغیرہ جو گھوڑے پر رکھا گیا تھا سب فقیروں کو دے دیا اور اپنے وہی ہمیشہ کے کپڑے پہن لئے اور گھوڑا، خضر معروف بخدّا کو توال کو جو بیچارہ بسبب ضعیفی کے کہیں چل پھر نہ سکتا تھا مرحمت فرمایا۔ سنتے ہیں کہ وہ بیچارہ پھر تمام عمر کبھی پیادہ پا نہیں ہوا اور ہمیشہ خوش وخرم رہا بعد ازاں اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔

نقل ہے کہ ایک روز محمدؒ خان مقطع مقام ردولی حضرت شیخ العالم کی ملاقات کے واسطے آیا حضرت شیخ کے داماد نے آپ کے مرید خاص شیخ برہان الدین کے کان میں کہا کہ حضرت مخدوم سے کہہ دو کہ محمدؒ خان حاضر ہے اس سے مجھے کچھ زمین دلا دیں تا کہ کھیتی وغیرہ کر کے پیٹ بھروں۔ شیخ برہان نے حضرت شیخ سے آکر تمام کیفیت بیان کی شیخ نے فرمایا کہ اے محمدؒ خان یہ مردک [۱] کہتا ہے کہ مخدوم سے کہو کہ محمدؒ خان آیا ہے مجھ کو زمین دے تا کہ میں کھیتی وغیرہ کروں اور خورد ونوش کی فکر سے چھوٹوں۔ الغرض محمدؒ خان شیخ کے داماد کو چلتے وقت اپنے ساتھ لے گیا اور عہدہ داروں کو طلب کر کے موضع کلوہ کے سات سو بیگہ زمین کا پروانہ لکھوا کر نشان کر کے حوالہ کیا اور عہدہ داروں کو سونپ دیا کہ آج جا کر زمین کو ناپ لو اور باڑ واڑ لگا کر بونے کے لائق بنا کر آباد کر کے ان کے حوالہ کرو شیخ کا داماد بہت خوش ہوا اور اچھلتا ہوا حضرت کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت محمدؒ خان نے ہمارے حال پر بڑی عنایت کی کہ یہ کچھ سلوک کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ کوئی نوشتہ بھی دیا ہے یا نہیں کہا ہاں دیا ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا مجھے تو دکھاؤ جب انہوں نے نوشتہ حضرت کے ہاتھ میں دیا آپ نے جھٹ بہرام کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ میاں

[۱] مردک کا اشارہ یا برہان کی طرف ہے یا داماد کی ۱۲ منہ

بہرام ذرا خواجہ شِحنہ کو تو بلا لاؤ۔ بہرام روانہ ہوئے اور خواجہ شحنہ کے مکان پر پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ خواجہ اپنی بیوی کے ساتھ ہنڈولہ میں بیٹھے ہوئے شراب پی رہے ہیں۔ خواجہ شحنہ نے بہرام کو دیکھ کر فرمایا کہ اے بہرام شیخ کی جناب میں جھوٹ بولنا گستاخی ہے جس حال میں مجھے دیکھا ہے بعینہٖ وہی بیان کر دینا۔ بہرام نے آ کر خواجہ کی تمام کیفیت بیان کی شیخ نے فرمایا جاؤ اس سے کہو کہ وہ شراب جو تو پیتا تھا جلد لے چل دیکھنے کو مہنگائی ہے خواجہ یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور شراب کی گھڑیا بہرام کے ہاتھ پر رکھ کر ساتھ ساتھ شیخ العالم کے پاس آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اس میں سے پیالہ بھرو بہرام نے پیالہ بھرا خواجہ شحنہ نے کہا کہ حضرت یہ ایسی تیز ہے کہ پیالہ پی کر آدمی کا بچنا محال ہے شیخ نے فرمایا کہ اے بہرام اس گھڑیا کو ہشت رایہ میں لے جا کر توڑو بہرام نے ایسی جگہ لے جا کر توڑ دیا بعد ازاں شیخ نے وہ پروانہ شیخ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ دیکھو اس میں کیا لکھا ہوا ہے خواجہ نے دیکھ کر جو کچھ لکھا تھا بیان کیا شیخ کو سن کر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ یہ مردک تو کہتا ہے کہ محمدؐ خان نے بڑی عنایت کی بس اسی وقت پروانہ خواجہ کے ہاتھ سے لے کر چاک کر ڈالا اور فرمایا کہ بہرام اس کو ہماری خانقاہ سے باہر پھینک ایسا نہ ہو اسکا کوئی پرزہ خانقاہ میں گر پڑے۔ سنا گیا ہے کہ چند روز کے بعد اس کا مکان وغیرہ سب گر پڑا اور اولاد وغیرہ نیست و نابود ہو گئی۔ پھر ایک درم کا میوہ منگا کر بہرام کو دیا اور کہا کہ محمدؐ خان سے جا کر اس طرح کہدے کہ اے محمدؐ خان تم کہاں سے ہوئے ہو اور تم نے زمین کہاں سے پائی ہے جو فقیروں کو تکلیف دیتے ہو آیا ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ بہرام محمد خان کے مکان پر پہنچا اور دایہ سے کہا کہ جا کر کہہ دے کہ شیخ العالم کا آدمی آیا ہے اس نے اندر جا کر بیان کیا۔ محمدؐ خان نے پوچھا کہ وہ کس شکل

کا ہے اس نے کہا کہ بچہ [1] ہے مگر عقلمند معلوم ہوتا ہے۔ محمدؐ خان نے بہرام کو اندر بلا لیا جس وقت یہ اندر پہنچا وہ پلنگ پر لوٹ لگا رہا تھا اس کو دیکھ کر نیچے اتر کر غالیچہ پر آ بیٹھا۔ بہرام نے وہ سب میوہ دایہ کو دیا اس نے محمد خان کے سامنے رکھا اور بہرام نے شیخ کی طرف سے دعا اور سلام پہنچایا اور جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا بعینہٖ نقل کیا۔ محمد خان سن کر کانپنے لگا اور بہرام کو پاس بلا کر دو ہاتھوں سے اس کے پاؤں پکڑ کر کہا کہ میری طرف سے تم بھی اسی طرح شیخ کے پاؤں پکڑ کر کہنا کہ محمدؐ خان یہ عرض کرتا ہے کہ مجھے کیا خبر ہے جو ارشاد والا ہو وہ میرے سر آنکھوں پر۔ بہرام حضرت کے سامنے آیا اور اسی طرح پاؤں پکڑ کر عرض کیا کہ محمدؐ خان اس طرح عرض کرتا ہے حضرت شیخ العالم نے مصلےٰ اٹھایا اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ پیروں سے غائبانہ مذاق کرتا ہے کہیں جان سے بیزار تو نہیں ہوا۔

نقل ہے کہ جو شخص دنیا اور اہل دنیا کا ذکر کرتا تھا حضرت شیخ کانپنے لگتے تھے اور اسوقت اس کو دوبارہ ذکر کرنے کی تاب نہ ہوتی تھی پچاس برس کا زمانہ ہوا اور تیسری پشت ہوئی مگر ہنوز بے غمی اور بے فکری نصیب نہیں ہے اور آج تک آپ کا یا آپ کے فرزندوں کا نام بادشاہان دنیا کے دفتروں میں نہیں لکھا گیا آگے خدا جانے لکھا جائے یا نہیں

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم فرماتے تھے کہ قصبہ ردولی میں شیخ صلاح درویش کہ ولایت تھی اور قبران کی وگہ حوض کھندو کھر پر ہے جس وقت یہ فقیر وہاں آیا اگرچہ مولد اور موطن فقیر کا بھی یہی تھا مگر شیخ مذکور سے رہنے کی اجازت چاہی اور روضہ پر پہنچ کر فاتحہ پڑھی اور حضرت کی ارواح طیبہ پر درود بھیجا پھر یہ ارادہ کیا کہ اگر میرے پاس ایک مصلیٰ اور ایک گھڑیا پانی کی ہوتی تو یہیں سکونت اختیار کرتا۔ حضرت شیخ صلاح کی قبر سے آواز آئی کہ اے شیخ احمد حوض میں گھس اور مصلیٰ اور گھڑیا نکال لے۔ میں یہ آواز سنتے ہی حوض

[1] مصنف صاحب کہتے ہیں کہ اس شخص کو میں نے ...۴ برس کے سن میں دیکھا ہے ۱۲ منہ

میں کودا اور اول ہی مرتبہ میں گھڑیا آئی بعدہٗ ایک جھلنگا چار پائی نکلی۔ میں نے اسی کو مصلیٰ سمجھا اور دونو کو باہر نکال لیا اور اپنے والد کے مکان میں آیا اُس وقت جنگل بہت تھا اور قصبہ میں آبادی کم تھی اور حضرت شیخ العالم کا مزار شریف درمیان قصبہ میں ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم قصبہ ردولی میں خانقاہ کے قریب بیٹھے ہوئے مشرق کی طرف دیکھ رہے تھے دیکھتے دیکھتے فرمانے لگے کہ قصبہ ردولی کہاں تک آباد ہے میں اس کوتا جو کے باغ تک آباد دیکھتا ہوں۔ حالانکہ اس وقت قصبہ بہت کم آباد تھا مگر اس روز سے ایسی برکت ہوئی کہ درجہ درجہ آباد ہوتا ہوتا تاجو کے باغ تک ہی آباد ہو گیا۔ بعد ازاں سلطان حسین کی فترت سے کئی مرتبہ اجڑا اور کئی مرتبہ آباد ہوا تاہم اس طرف بہت آبادی اور رونق ہے۔

نقل ہے کہ حضرت کی نوعمری کی حالت میں دوہجا کافر موضع نالہ کا رہنے والا قصبہ ردولی پر چڑھ آیا تمام قصبہ میں غل ہوا کہ کافر چڑھ آئے حضرت شیخ کو بھی خبر ہوئی آپ اپنا عصائے مبارک اٹھا کر شہر سے نکل کر شمال کی طرف ایک بڑی باغ میں کہ باغ قاضی سلیمان کے نام سے مشہور تھا پہنچے اور ایک درخت پر عصا مارا اور کہا میں نے دوہجا کا سر کاٹا۔ اسی وقت کافر مذکور مقہور ہوا اور کہریسہ کی طرف روانہ ہوا اور سردار کہریسہ سے لڑا ساتویں روز رائے کہریسہ نے اس کا سر تن سے جدا کر کے قصبہ ردولی میں بھیجا اور بدن شہر اودھ کو روانہ کیا پھر سنا گیا ہے کہ وہ باغ بھی چند روز میں نیست و نابود ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم قدس اللہ سرہٗ کے چوپائے ایک نئے گماشتہ کی سازش سے چور کھول کر لے گئے۔ میراں سید قطب دیوانہ نے کہ قصبہ ردولی میں ایک ولی تھا اور ہمیشہ شراب پیتا رہتا تھا میاں خضر عرف خدّا کو کہ ان دنوں میں جوان تھے اور شہر قنوج کے کوتوال ہو گئے تھے بلایا اور کہا کہ یہ

شراب کا پیالہ لے جا اور بھائی شیخ احمد سے کہہ اگر مرضی ہو تو ماروں۔ میاں خدّا کانپنے لگا اور قطبی کہتے تھے کہ دو شیروں کے درمیان میں کام آپڑا بارے اس شیر کے سامنے سے تو ٹلنا چاہیے۔ چپکے سے شراب کا پیالہ ہاتھ میں لے کر روانہ ہوا اور حضرت شیخ العالم کی خانقاہ کے دروازہ پر کھڑا ہو رہا اس حال سے اندر جانے کی ہمت نہ پڑی۔ حضرت شیخ اس وقت اکیلے بیٹھے تھے فرمایا کہ کون ہے۔ خدّا نے جواب دیا کہ حضرت میں حاضر ہوں فرمایا کہ جس حال میں ہے اسی طرح چلا آ۔ میاں خدّا شراب کا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے حضور میں پہنچے اور عرض کیا کہ میراں سید قطب نے شراب کا پیالہ بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت مخدوم سے کہنا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو ماروں؟ حضرت شیخ نے پیالہ لے کر پی لیا اور فرمایا کہ کہہ دینا کچھ حاجت نہیں ہے اس قصہ کو ایک ساعت نہ گذری تھی کہ گماشتہ مذکور کا انتقال ہو گیا اور جنازہ باہر نکلا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خواجہ بُدا قاضی رضی رئیس اودھ کے بیٹے حالت مستی میں آئے اور شیخ سے کلام کرنا شروع کیا کہ اے شیخ میں سنتا ہوں کہ تم خدائے تعالیٰ کو بندوں سے ملا دیتے ہو حضرت شیخ العالم نے فرمایا کہ کیا تو دیکھنا چاہتا ہے کہا دیکھوں گا مگر یہ تمام الفاظ گستاخی سے کہتا تھا شیخ نے فرمایا کہ دیکھ اس نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خانقاہ میں ایک بیل کھڑا ہے کہ روشنی میں آفتاب کا مقابلہ کرتا ہے۔ خواجہ بُدا نے کہا کہ اے شیخ کیا بیل کو خدا کہتے ہو اور شیخ صاحب کے گلے میں رسہ ڈال کر کھینچنے لگا اور شیخ العالم تمام مریدوں سے لفظ حق حق کہتے تھے اور گھسٹتے جاتے تھے۔ جب شیخ صاحب کو کسی طرح رہائی نہ ہوئی خواجہ کے حق میں بددعا کی اور کچھ روٹیاں مریدوں سے پکوا کر اُن کے باپ کے پاس بھیجیں۔ قاضی رضی کو اس وقت بھوک بہت تھی بزرگ کا تبرک سمجھ کر کھانا چاہا مگر

اس وقت میراں سید قطب وہاں موجود تھے فرمانے لگے کہ اے قاضی کیا کرتا ہے روٹیاں نہ کھانا شیخ کی بددعا سے تیرا لڑکا مرگیا ہے یہ اس کے مرنے کی روٹیاں ہیں، قاضی نے اس بات سے تعجب کیا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ خواجہ ہدا نے وفات پائی۔ قاضی رضی روتا چلاتا ہوا شیخ کے پاس آیا اور فریاد کرنے لگا کہ میری یہی ایک آنکھ کی ٹھنڈک تھی اس کی خطا معاف فرمادیجئے آپ نے فرمایا کہ جب تیر نشانہ پر جالگا پھر کیا ہوسکتا ہے۔

نقل ہے کہ ملک زکو شیخ العالم کے داماد شیخ فرید کو بہت ستاتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت شیخ کو خبر ہوئی آپ تمام مریدوں کے ساتھ اس کے پاس گئے مگر اس نے آپ کا فرمانا مطلق نہ سنا بلکہ شیخ فرید پر پہلے سے زیادہ ظلم کرنے لگا خیر ایک روز ملک زکو کہیں کو سوار ہوا۔ راستہ میں ایک خندق آتی تھی جب وہ اس کے کنارہ پر پہنچا اور چاہا کہ گھوڑا کدائے تمام بدن تھر تھر کانپنے لگا اس وقت شیخ نے یہ مصرع دوہرہ کا پڑھا۔ جھل لیا پت جھل لیا پھر کے جھولے آئے۔ اور اس جگہ سے پھر کر خانقاہ میں آئے اور حجرہ بند کر کے بیٹھ گئے۔ صبح کے وقت مریدوں نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے حضرت صاحب دروازہ نہیں کھولتے فرمایا کہ ایک شخص کا ماتم کررہا ہوں غرض دو پہر نہ گزرے تھے کہ آپ نے شیخ برہان سے فرمایا کہ دیکھنا ملک زکو کا جنازہ نکلا یا نہیں اُس نے دریافت حال کر کے اطلاع دی کہ ہاں حضرت اس کا جنازہ آتا ہے آپ حجرہ سے باہر نکلے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم اور شیخ زکریا ابن شیخ سلیمان جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت شیخ العالم جیسے ہمیشہ مراقبہ میں رہتے تھے اور ماسوا اللہ پر تبرا بھیجتے تھے اور مشاہدہ جمال الٰہی میں مشغول رہتے تھے اسوقت بھی اسی خیال میں بیٹھے تھے اور شیخ زکریا باآواز بلند قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھے

حضرت شیخ العالم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ پڑھیے اور پھر یاد الٰہی میں مستغرق ہو گئے۔ شیخ ذکریا نے سمجھا کہ شیخ صاحب سو رہے ہیں دو تین مرتبہ فرمایا کہ بھائی صاحب سوتے ہو اور حضرت کے زانو پر ہاتھ رکھا اور ہوشیار کیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ کون ہے کیا میرے سامنے ہی سوئے گا الغرض جس وقت نماز پڑھ کے فارغ ہوئے اور گھر کی طرف چلنے لگے شیخ زکریا کے پاؤں زمین پر نہیں ٹھہرے تھے گرے جاتے تھے یہاں تک کہ دو شخصوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آتے جاتے تھے۔ چند روز کے بعد حضرت شیخ العالم شیخ زکریا کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ کا طریق تھا کہ جس کو کوئی چیز کھلا دیتے تھے وہ صحت پاتا تھا اور جس کو نہیں کھلاتے تھے نہیں اچھا ہوتا تھا۔ حسب معمول آپ نے شیخ زکریا کو بھی پوچھا کہ بھائی کوئی چیز کھاؤ گے طبیب اور عورتوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں صاحب نہیں انہیں کچھ نہ کھلاؤ کبھی ایسا نہ ہو خدانخواستہ کچھ تکلیف اور بڑھ جائے شیخ نے فرمایا کہ اچھا ذرا سا پانی تو پلا دو انہوں نے وہ بھی نہ دیا آپ نے فرمایا کہ حکم الٰہی پر کسی کا چارا نہیں ہے۔ دوسرا جمعہ نہ گذرا تھا کہ شیخ زکریا کا انتقال ہو گیا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم بالا خانہ پر اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے ایک مرید بقال شراب پئے ہوئے خانقاہ میں چلا آیا اور شراب کی مستی میں میرے پیر کا حق پاک میرے پیر کا حق پاک کہنے لگا لوگ ہر چند منع کرتے تھے مگر ایک نہ سنتا تھا جب بہت سمجھایا اور اس نے ایک نہ مانی تب حضرت شیخ کوٹھے پر سے نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ ہاں کہہ تیرا پیر کیونکر پاک ہے تیرا پیر تو بندہ ہے اور بندہ گندہ ہوتا ہے پھر تیرا پیر پاک کیونکر ہو جائے گا۔ پاک ذات اللہ کی ہے الغرض وہ اس کہنے سے بھی باز نہ آیا جس طرح کہتا تھا کہتا رہا۔ شیخ العالم نے اپنا عصا زمین پر ایسا مارا کہ ٹوٹ گیا عصا کا ٹوٹنا تھا کہ اس کا شراب کا نشہ اترا اور موت کا نشہ چڑھا اور بیخود ہوا۔ شیخ برہان اس کے گھر سے ایک بیل ذبح کرنے کے لئے لایا

اور عرض کی کہ اے پیر حکم دیجئے کہ ہم اس بیل کو ذبح کر کے خرچ میں لائیں شیخ نے کچھ جواب نہ دیا
ناچار شیخ بختیار کو کہ شیخ العالم کے بہت بڑے دوست تھے ان لوگوں کے حال پر رحم آیا حضرت کے سامنے
گئے اور عرض کی کہ حضرت اس بیل کے ذبح کرنے کا حکم دیجئے تاکہ اس بیچارہ کی نجات ہو شیخ نے فرمایا
کہ اے بختیار میں رات درگاہ الٰہی میں قتل کر چکا تھا اب تیر نشانہ پر جا لگا کام تمام ہوا اس بات کے در
پے نہ ہو۔ آخر کار چند روز نہ گذرے تھے کہ اس مرید کا انتقال ہو گیا۔
نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم نے اپنی اہلبیت سے کہا کہ مجھ کو چند بار موت کا پیغام آ چکا ہے مگر
میں جناب باری میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ میرے ایک ہی لڑکا ہے جب تک میں اس کی شادی نہ کر لوں
کیسے آؤں بس اب تقاضا بہت ہے شادی کا ضرور فکر کرنا چاہیے اور شیخ کے بیٹے کا نام عارف احمد تھا مگر
پیار سے اس کو گھوری کہتے تھے ایک روز آپ کے پاس شیخ نور الدین جو میراں سید موسےٰ کے خلفا میں
تھے اور آپ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ اے نور الدین آیا تم اپنی
لڑکی ہمارے عارف کو دے دو گے انہوں نے قبول کیا شیخ العالم قبولیت کے سنتے ہی اپنے مریدوں کو
ساتھ لے کر اس کے مکان پر پہنچے کہ آج ہی عقد ہو جائے گا شیخ نور الدین نے سب لوگوں کو بٹھایا اور
آپ اپنے گھر جا کر اس بات کا ذکر کیا گھر والے یہ بات سن کر خاموش ہو رہے۔ قاضی ثمن شیخ نور الدین
کا خسر بالکل ناراض ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہم کو فقیروں اور درویشوں سے اور خصوصاً ایسے درویش سے جو
صاحب حال ہے کیا نسبت ہے کہ ایک کلہ میں آگ اور دوسری میں پانی رکھتا ہے یہاں تک کہ اس وقت
جلسہ میں بھی شریک نہ ہوا۔ حضرت شیخ کو روشن ضمیری سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ قاضی ثمن دل میں کینہ
رکھتا ہے اور شادی ہونے پر راضی نہیں ہے اس وجہ سے شیخ کے دل میں بھی اس کی طرف سے کدورت آ

گئی پس جس وقت نورالدین نے اپنے گھر والوں سے مشورت کی سب نے کہا کہ لڑکی ابھی نکاح کے لائق نہیں اور شادی کا اسباب بھی موجود نہیں ہے شیخ سے کچھ مہلت لینی چاہیے۔ شیخ نورالدین شیخ العالم کی خدمت میں چند لڑکیوں کو آراستہ کر کے لایا اور عرض کی کہ لڑکیاں نکاح کی قابلیت نہیں رکھتی ہیں اگر کچھ دنوں مہلت مل جائے تو سب کام اچھے طور پر انجام پائیں شیخ نے فرمایا کہ اچھا ہم نے چھ مہینہ کی مہلت دی اور پھر اپنی خانقاہ میں تشریف لائے اور بالا خانہ پر اپنے حجرہ میں جا کر یاد الٰہی میں مشغول ہوئے اور قاضی ثمن کو پاخانہ کے راستہ سے خون آنا شروع ہوا جس وقت قریب بہ ہلاکت ہوا لوگ قاضی ثمن کو خانقاہ میں لائے اور کیفیت بیان کی شیخ نے قبول نہ فرمایا آخر شیخ بختیار سے آ کر سفارش کی تب فرمایا اچھا عارف احمد کی شادی تک صحت ہو جائے گی پس حکم الٰہی سے اسی وقت صحت حاصل ہوئی جب شیخ عارف کی شادی ہو چکی پھر بدستور خون جاری ہوا لوگوں نے معافی چاہی تو فرمایا کہ تیر نشانہ پر پہنچ گیا ہے سفارش کی ضرورت نہیں بعد چند روز کے قاضی مذکور نے وفات پائی۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم کے مکان میں لڑکا پیدا ہوا (عبدالعزیز نام رکھا) اور ہوتے کے ساتھ ہی پکار کر نعرہ حق کہا کہ تمام لوگوں نے سنا اور وہ دن بدن بزرگ ہوتا جاتا تھا جب دس مہینہ کا ہوا آٹھ برس کے بچہ کیطرح باتیں کرتا تھا اور جب کھیلنے کو جاتا تو حضرت شیخ فرماتے کہ ہیں ہماری جناب میں کیا شور ہے ہستی سے فنا کی طرف تبدیل ہونا چاہیے پھر شہر کے باہر مخاچوٹی رانہ اور سید مخدوم سعید رانہ کے مزار کے درمیان میں حوض کے اوپر ٹیلہ پر جاتے اور فرماتے کہ اس بچہ کی جگہ یہ ہے القصہ ایک روز جو حسب معمول وہاں سے ہو کر مکان پر آئے تو گھر والوں نے پوچھا کہ آج کہاں گئے تھے فرمایا کہ قبر دیکھنے گیا تھا لوگوں نے کہا کہ حضرت تمام لوگ خیریت سے ہیں قبر کی کس کے لئے ضرورت ہے آپ نے فرمایا کہ

کسی کے لئے حاجت پڑی۔ بعدازاں شیخ عبدالعزیز کو کچھ رحمت وجودی سے حادثہ ہوااور تین روز کے بعد جنت کو روانہ ہوئے۔ حضرت شیخ نے اپنے سامنے غسل دلا کر تجہیز و تکفین کی اور شربت اور کھانا اور شیرینی وغیرہ جنازہ کے ساتھ روانہ کی پھر دفن کے بعد تمام کو تقسیم کرا کر مکان کی طرف رجوع کیا انا للہ و انا الیہِ راجعون۔

نقل ہے کہ اہلیہ حضرت شیخ العالم اولاد صالح کے ہونے اور ہوتے ہی بولنے اور پھر نہ جینے سے ہمیشہ روتی رہتی تھیں اور شیخ سے کہتی تھیں کہ تم اولاد کا جینا روا نہیں رکھتے مجھ ضعیفہ کو یونہی تکلیف دیتے ہو ایک مرتبہ شیخ نے فرمایا کہ میں ایک بچہ پال کر تیرے حوالہ کروں گا مگر ابھی پکّا نہیں ہے مگر اس شرط پر دوں گا کہ تو اس کی رضا پر راضی رہے اور اس سے کچھ نہ کہے اور جو کچھ وہ کہے وہ ہی کرے انہوں نے سب منظور کیا خیر قدرت الٰہی سے چند روز کے بعد ان کے لڑکا پیدا ہوا عارف احمد نام رکھا علاوہ عارف ہونے کے خُلق میں کمال رکھتے تھے عمر کا اندازہ چالیس برس کا تھا مگر جس روز سے ہوش سنبھالا وہ محبت اور مروت کی کہ جو شخص ملتا تھا وہ یہی سمجھتا تھا کہ ان کو قلبی محبت جو مجھ سے ہے اور کسی سے نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ کسی سے یہ نہیں سنا گیا کہ مجھ سے ان کو محبت نہیں ہے یہ تمام باتیں کمال ولایت کی وجہ سے تھیں۔ واہ وا کیا اچھا کمال تھا کہ زمانہ میں بینظیر ہو گئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی جان کا مالک ہوں ملک الموت میری مرضی کے بغیر میری جان قبض کرنے کا مجاز نہیں چاہوں مروں چاہوں ابدالآباد تک قایم رہوں مگر ہاں میں خود چاہوں تو چلا جاؤں یا حالت مراقبہ میں کوئی میری گردن کاٹ دے اور یہ اشارہ اس پر تھا کہ آپ مطابق قول موتو قبل ان تموتو کے پہلے ہی مر چکے تھے ۔

درکوئے تو عاشقاں چناں جاں بدہند　　　کانجا ملک الموت نگنجد ہرگز

نقل ہے کہ حضرت شیخ سفر کو چلے راستہ میں ایک درخت بکر بہت خوشنما جس کا پھن بھی خوب اور فراخ تھا دیکھا۔ شیخ کو وہ جگہ پسند آئی وہیں نزول فرمایا اور اپنے کام میں مشغول ہوئے ایک ساعت نہ گذری تھی کہ قلب پاک سے مرغ روح نے پرواز کیا مریدوں میں شور برپا ہوا کہ شاید کوئی آکر مار گیا ہر طرف سے گریہ وفغاں کی آواز آنے لگی سانحہء قیامت نمودار ہو گیا۔ حضرت شیخ العالم اسی وقت زندہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ جگہ روح کو خوش معلوم ہوئی اس لئے یہ حالت ہوئی خیر اگر تمہارا ارادہ ٹھہرنے کا نہیں ہے تو چلو بعدازاں سب کے سب روانہ ہوئے۔

نقل ہے کہ جب حضرت شیخ العالم خطہء بہار سے ملک اودھ میں تشریف لائے شیخ پورہ میں پانی کے کنارہ مسجد میں ٹھہرے، رات کو ہوا کی وجہ سے سردی بہت ہوئی شیخ بقیہ ہندو مردوں کے جلی ہوئی لکڑیاں اٹھا کر مسجد میں لے آئے اور تاپنے لگے ایک سید نماز کے لئے آئے یہ حرکت دیکھ کر بولے کہ اے فقیر ناپاک لکڑیاں مسجد میں لاتا ہے شیخ نے فرمایا کہ میں فقیر ہوں میرے پاس کپڑا نہیں ہے میرے حق میں یہ لکڑیاں پاک ہیں۔ غرض وہ سید بعد از انفراغ نماز اپنے مکان کو گیا تو سوتے میں حاجت کے تحت ٹھنڈے پانی میں نہایا تو مارے جاڑے کے قریب بہ ہلاکت ہوا جھٹ سے دوڑ کر شیخ کے پاس آگ سے تاپنے لگا۔ شیخ نے فرمایا کہ اے سید ہمارے پاس کس لئے آیا رات تو تو ان لکڑیوں کو ناپاک بتاتا تھا سید نے کہا کہ اے درویش اس وقت یہ آگ میرے حق میں پاک ہے اور مجھکو جان سے عزیز ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم اور شیخ جمال گوجری لکڑیوں کی تلاش میں جنگل کو گئے۔ تمام جگہ تلاش کیں نہ ملیں۔ ایک محلہ میں ایک انگل بھر لکڑی پڑی ہوئی نظر آئی۔ اس میں آدھی

شیخ العالم نے اور آدھی شیخ جمال نے دوپٹہ میں اٹھا کر رکھ لی اور مسجد میں آکر شکر کا دوگانہ ادا کیا کہ الٰہی تیرا شکر ہے جو ایسے وقت میں کہیں لکڑی نہ ملتی تھی تو نے ہم کو لکڑی دی اور یہ قصہ اس وجہ سے تھا کہ اس زمانے میں کوئی آدمی اس لکڑی کو نہ لیتا تھا اور ہر شخص انکار کرتا تھا مگر ان کو نعمت عظمیٰ ہوگئی۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے اور شیخ بختیار حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ بختیار کچھ دیکھتا ہے۔ شیخ بختیار نے عرض کیا کہ تمام حجرہ کو زر سے مطلا دیکھتا ہوں شیخ نے فرمایا کچھ اس میں سے تجھے درکار ہے۔ شیخ بختیار نے کہا اے پیر دستگیر جو اختیار مختار ہے وہی اختیار بختیار ہے یعنی جس شے کو آپ نے پسند کیا ہے وہی مجھ کو پسند ہے اور جو آپ کو پسند نہیں مجھے کیونکر پسند ہو گی شیخ نے فرمایا کہ اچھا پھر دیکھ بختیار نے پھر جو دیکھا تو حجرہ بالکل صاف پایا۔

لمترجمہ: معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل شیخ بختیار کی آزمائش کیلئے تھا کہ آیا یہ دنیا کی طرف رغبت کرتا ہے یا نہیں۔

نقل ہے کہ شیخ العالم اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے شیخ بختیار ایک سوداگر جوہری کا غلام اس قصبہ میں سودا خریدنے آیا دور سے شیخ کو بیٹھا دیکھ کر معتقد ہوگیا اور خدمت پر کمر باندھی۔ صبح و شام روز آتا اور سلام کر کے پھر جاتا اسی طرح چھ مہینے گذر گئے اور حضرت شیخ نے ذرا التفات نہ کیا یہ بھی نہ پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے مگر ہاں چشم باطن سے التفات زیادہ بڑھ گیا۔ چھ مہینے کے بعد بختیار کے دل میں آیا کہ فقیر تو کامل ہے مگر بے نیازی کی وجہ سے لوگوں کے مقاصد کم نکلتے ہیں اسی وقت حضرت شیخ نے بختیار کی طرف نظر ظاہری سے دیکھا اور فرمایا کہ تو کون ہے۔ نظر پڑتے ہی شیخ بختیار مدہوش و بیخود ہو گیا ناگاہ اپنے آپ کو ایک جنگل میں دیکھا لکڑی اٹھا کر حضرت شیخ پر آیا اور ذرا سی شراب وحدت کے

نشے سے گستاخی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اے احمد اتنی نعمت رکھتا ہے اور اللہ کے بندوں کو محروم رکھتا ہے
حضرت شیخ ہر چند فرماتے تھے کہ اے بختیار ہوش میں آ مگر اس کو ہوش نہ آتا تھا اور اس گستاخی سے باز نہ
رہتا تھا۔ حضرت شیخ نے تھوڑا سا پانی پلایا پانی پیتے ہی اس کو ہوش آیا۔ پھر فرمایا کہ اے بختیار اپنے
مولا کے پاس جا اور اس کے کاروبار میں مشغول ہو۔ بختیار نے سر پاؤں پر رکھا اور اٹھ کر روتا ہوا شہر
جونپور میں اپنے مولا کے پاس پہنچا۔ مولا نے جب اس کا ایسا حال دیکھا اس کی اطاعت کو مستعد ہوا
اور کہا اے بختیار تو بزرگ ہے اور میں نے تجھے آزاد کیا اور میں چاہتا ہوں کہ تیری اطاعت کروں اب
جہاں چاہے وہاں رہ۔ شیخ بختیار اپنے مکان پر آیا یہ حال ہوا کہ باطن کی آگ چاروں طرف سے لگتی
ہوئی معلوم ہوتی جب اپنے تک آ پہنچتی اور خود کو جلانے لگتی پیر کا نام ورد زبان کرتا اس وقت یہ آگ
ٹھنڈی ہو جاتی اور نجات ملتی غرض رات دن اسی چڑھاؤ اتار میں گذرتی اور قرار و آرام بالکل منتفی ہو گیا۔
ناگاہ حضرت شیخ المشائخ سلطان العارفین برہان العاشقین حضرت شیخ شرف الدین پانی پتی نے بختیار کی
فریادرسی کے لئے عالم اسرار میں شیخ سے پوچھا اور فرمایا اے عبدالحق تجھ کو جہاں میں کوئی نہیں جانتا کہ
اپنے مولیٰ کے دربار میں کیا جمال و کمال رکھتا ہے۔ بیچارہ بختیار کہ کچھ تھوڑا سا آشنا اور شناسا ہوا ہے
اس پر اتنی مشقت نہ ڈالنی چاہئے بلکہ رحمت و شفقت کی نظر رکھنی چاہئے۔ حضرت شیخ العالم نے
ہمت باطن سے بختیار پر شفقت کی نظر کی اسی وقت اس کے دل کی بھڑکتی ہوئی آگ کم ہوئی بختیار سمجھا
کہ بلاشک اس وقت مجھ پر پیر کی شفقت ہوئی بے تحاشا اٹھا اور اپنے پیر کے حضور میں حاضر ہوا اور سر
جھکا کر بیٹھ گیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اے بختیار کیا چیز اختیار کرتا ہے اگر مریدوں میں داخل ہونا چاہتا ہے تو
عورت کو چھوڑ دے گا بختیار نے کہا ہاں فرمایا رسول کو چھوڑ دے گا عرض کیا ہاں فرمایا خدا کو چھوڑ دے گا

عرض کیا ہاں جب حضرت شیخ نے دیکھا کہ سب طرح پکا ہے ایک نظر میں واصل الی اللہ کر دیا۔ اور آئینہ دل سے خباثت دور کر کے انوار الٰہی بھر دیے اور فرمایا اے بختیار جا اب تو نے خدا کو پالیا اور سنت نبوی کا پوری طرح سے متبع ہوگیا کہ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اور تمام جہان کو زیر قدم کر کے کل کا مالک ہوگیا کہ من له المولیٰ فله الکل سبحان اللہ کیا پیر دستگیر تھے کہ ایک ساعت میں مرید کو مقصود حقیقی پر پہنچا دیا اور زہے مرید باجمال کہ ایک گھڑی میں سعادت ابدی حاصل کی اور عارف کامل ہوا چنانچہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اے زوصلت عارف مطلق شدم عارفی رفت وتمامی حق شدم

نقل ہے کہ ایک روز شیخ العالم نے فرمایا کہ اے بختیار یہاں صحن میں کنواں کھودنا چاہئے بختیار اسی وقت پھاوڑا لایا اور کنواں کھودنے لگا جب کھود چکا آپ نے تکبیر کہی اور اس کا پانی لوگوں کو تقسیم کر کے فرمایا کہ اس مٹی سے چبوترہ بناؤ اور اس کنوئیں کو باہر کی مٹی سے بھرو۔ بختیار نے کچھ نہ پوچھا کہ کنواں کیوں کھودا گیا اور کیوں بند کیا گیا۔ چپکے چپکے پھر بند کر دیا اور چبوترہ چن کر تیار کر دیا حالانکہ بختیار نے کچھ نہ پڑھا تھا مگر ارادت پیر نے یہاں تک اثر کیا تھا کہ کمال ظاہری و باطنی حاصل تھا اور علمائے وقت اپنے عقدہ لاحل اس سے حل کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ بیٹھے تھے بختیار آیا اور عرض کی اے پیر دستگیر ارشاد ہو تو بندہ سوداگری کرے چونکہ اس کا ہمیشہ سے قاعدہ تھا کہ جو مال بیچ کر لاتا تھا پیر کے سامنے رکھ دیتا تھا وہ اس میں سے جو آپ کو دے دیتے تھے اس میں اوقات بسر کرتا تھا لہٰذا اس وقت کی اجازت خواہی پر بھی آپ نے فرمایا کہ جہاں چاہے جا مگر دریا کے اس پار نہ جانا کیونکہ دریائے شور تک بندہ کی ولایت ہے غرض بختیار روانہ ہوا اور جو

کام کرتا تھا بغیر اجازت پیر کے نہ کرتا تھا جب سوداگری سے پھرا راستہ میں قطاع الطریق ملے۔ سردار قافلہ بڑا جوہری عقلمند تھا جہاں یہ اترتے وہیں ان کا قافلہ بھی اترتا بختیار چونکہ دانا شخص تھا سمجھ گیا کہ یہ جوہری راہزن ہے ایک دن رات کو ایک نان پز کی دوکان پر اترے اور چولھے پر کھچڑی کی دیگچی چڑھا کر اس پر گھی کا پیالہ گرم کرنے کو رکھ کر بختیار روانہ ہوا۔ جب دیر ہوگئی راہزن سمجھے کہ ہم سے چھپ کر بھاگ گیا تلاش کو نکلے ایک جگہ جا کر پکڑا بختیار حیلہ بہانہ بتا کے پھر اپنی دیگچی کو آ کر ٹھیک کرنے لگا اور ایک لڑکی خریدی رات کو اس کے ساتھ رہا اسی طرح چندروز وہاں ٹھہرا چور بھی وہیں مقیم رہے ایک روز فرصت پا کر لڑکی کو مکان میں چھوڑ چلتا بنا۔ بہت دور نکل گیا تب گمان ہوا کہ اب کون آ سکتا ہے۔ اسی وقت وہ راہزن نمودار ہوئے اور پکڑ کر گلا کاٹنے پر مستعد ہوئے بختیار نے اپنے پیر کو یاد کیا اس کا یاد کرنا تھا کہ ایک طرف سے حضرت شیخ عصا لئے ظاہر ہوئے اور کہنے لگے بختیار، بختیار، یہ قصہ دیکھ کر چور پیچھے کو ہٹے ان کا ہٹنا تھا کہ شیخ غائب ہو گئے۔ راہزنوں نے بختیارؒ سے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا اس نے کہا کہ یہ میرے پیر تھے ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ میں اکیلا جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں اور کسی سے نہیں ڈرتا انہوں نے کہا واقعی سچ کہتا ہے اور بہت سے روپے نکال کر بختیار کو دئے اور کہا کہ یہ ہماری طرف سے اپنے پیر کی خدمت میں پیش کرنا اور عذر خواہی کرنا۔ بختیار جب اپنے پیر کے پاس آیا تمام حال من وعن بیان کیا شیخ نے کہا کہ واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ نے شیخ عارف احمد کو بلا کر کہا کہ بختیار کو بلاؤ۔ شیخ عارف احمد بختیار کے مکان پر گئے اور آواز دی وہ اس وقت اپنی عورت سے صحبت کرنے کو مستعد تھا فقط دخول کی دیر تھی کہ عارف نے آواز دی وہ بیچارہ گھبرایا ہوا کپڑے پہن کر باہر نکل ساتھ ہولیا شیخ نے دیکھتے ہی فرمایا اچھا جاؤ۔

اصل میں یہ بات اس لئے ہوئی کہ بختیار کو شہوت بہت ہوتی تھی اسقدر کہ بیتاب ہو جاتا تھا شیخ نے امتحاناً بلایا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ العالم راگ سنتے تھے لڑکی کو فرمایا کہ اس کو گھر میں سے کوئی چیز لادے لڑکی گئی گھر میں بہت رنجیدہ ہوئیں اور فرمایا کہ جاؤ کہہ دو گھر میں کوئی شے نہیں ہے۔ لڑکی نے آکر یونہی کہہ دیا شیخ نے فرمایا اچھا اس لڑکی کو دے دو مریدوں سے نہ رہا گیا اس کے بدلہ کچھ روپیہ دے کر لڑکی کو گھر میں بھیج دیا پھر آپ جو مکان میں تشریف لے گئے اور لڑکی کو دیکھا خفا ہوئے باہر آکر بختیار سے کہا بختیار چلو اسباب باندھو۔ بختیار مطابق حکم کے اسباب باندھ کر تیار ہوا اور شیخ جھٹ وہاں سے اٹھ اودھ کی طرف روانہ ہوئے محلّہ شیخ پورہ میں پہنچ کر حوض کے کنارے جا بیٹھے چھ مہینے کے بعد جو پانی پر نظر پڑی فرمایا اے بختیار ہماری ردولی میں بھی حوض ہے بختیار نے عرض کیا حضرت یہ ردولی نہیں ہے اودھ ہے آپ نے آنے کا باعث پوچھا اس نے تمام کیفیت بیان کی آپ نے اودھ کا رہنا بھی منظور نہ کیا۔ فرمایا کہ ہم اپنا شہر کس واسطے چھوڑیں اسی وقت اسباب باندھا اور قصبہ رودلی میں آکر یادالٰہی میں مشغول ہوئے۔

نقل ہے کہ ایک جولاہا موضع آسوموی کا رہنے والا شیخ سماؤالدین [1] کا مرید تھا گاہ گاہ حضرت شیخ کی خانقاہ میں بھی آیا کرتا تھا ایک دن حضرت شیخ سے کہنے لگا کہ جو بات یہاں معلوم ہوتی ہے مجھ کو اپنے پیر کے یہاں نہیں معلوم ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں درویشی ہے وہاں مولائیگی پھر برابر کس طرح ہو سکتے ہیں اس نے کہا کہ میں تو آپ کا مرید ہوتا ہوں شیخ نے کہا اچھا اس کا طاقیہ واپس کر آ۔ وہ اسی وقت وہاں سے روانہ ہوا اور شیخ سماؤالدین کے یہاں پہنچا۔ جاتے ہی طاقیہ واپس

[1] شیخ سماؤالدینؒ حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ لطائف اشرفی کے حصہ اول صفحہ ۶۳۱ پر انکا ذکر ہے

کیا ایک مرید نے اٹھ کر کئی گھونسے لگائے کہ ہیں مرتد ہو گیا خیر بیچارہ پٹتا ہوا خانقاہ میں چلا آیا اور مرید ہوا اور رات دن حضرت کی خدمت کرنے لگا ایک روز کہنے لگا کہ مجھ کو جانے کی اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ آج ٹھہر ہم تم ساتھ چلیں گے پھر اس نے اسی طرح کہا۔آپ نے پھر وہی جواب دیا غرض بہت دنوں تک اسی طرح ٹلاتے رہے ایک روز وہ بالکل مستعد ہو کر چلا آیا اور کہنے لگا کہ حضرت آج مجھے اجازت دیجئے میں حضرتؐ کی زیارت کا بہت مشتاق ہوں آپ نے فرمایا آج اپنے گھر جا رات کو میں تو دونوں چلیں گے وہ اپنے مکان کو چلا گیا۔رات کو اسی گاؤں کے جنگل میں شیخ نے حق حق حق زور سے کہا اور ضرب لگائی اس کے کان میں جو آواز پہنچی کپڑے وغیرہ سنبھال بھاگا۔آ کر دیکھتا ہے کہ آگے حضرت صلعم اور پیچھے تین شخص چلے جاتے ہیں مگر حضرت شیخ پیچھے نہیں جب موضع انچولیہ میں پہنچے صبح صادق ہوئی حضرت شیخ نے بیچارے جولاہے کو حضرت صلعم کے قدموں پر ڈالا کہ حضور بہت دنوں سے مشتاق دیدار تھا اس پر شفقت کی نظر فرمائیں پھر جب اس نے آنکھ کھولی دیکھتا کیا ہے کہ سب غائب ہیں خیر وہاں سے خانقاہ میں آیا شیخ نے فرمایا کہ کیوں حضرتؐ کی زیارت کی اس نے کہا ہاں حضور کے طفیل سے زیارت کی آپ نے فرمایا کہ پہچانا کہ حضرتؐ کے پیچھے کون کون تھے اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کہ آپ کے پیچھے حضرت فریدالدین شکر گنج رحمتہ اللہ علیہ ان کے پیچھے نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ تھے ان کے پیچھے میں تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تاتار خان مقطع قصبہ ردولی حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اے تاتار خان دنیا میں ایسا رہ کہ کوئی دن رہے۔ تاتار خان یہ سنتے ہی بیہوش ہو گیا خیر جب پانی وغیرہ چھڑکنے سے کچھ افاقہ ہوا اور ہوش میں آیا تو ایسا معتقد ہوا کہ ہمیشہ تنہا پیادہ پا آپ کے پاس آیا کرتا تھا۔

نقل ہے کہ ایک روز محمد خان شیخ کے پاس آیا اور عرض کی کہ سوداگر لوگ گھوڑے لائے ہیں سات سو آٹھ سو گھوڑے ہیں آپ نے فرمایا کہ جا خرید لا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس مال نہیں ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جا خرید لا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس مال نہیں ہے کہاں سے لاؤں آپ نے فرمایا اگر نہیں ہے تو نہیں سہی۔ منقول ہے کہ شیخ العالم نے اس پر بادشاہی کی نظر کی تھی کیونکہ وہ بادشاہ دہلی کا نواسہ تھا مگر تقدیر نے یارا نہ دیا کہ وہ انکار ہی کرتا گیا۔ کیونکہ سلیمان شاہ سوداگر کے پاس جب فقیر آتا اور اس کے پاس مال نہیں ہوتا تھا آپ اس کے واسطے دعا کرتے تھے تو غیب سے اس کو وہی مل جاتا تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ پیر سے کہا کہ حضرت مجھے کچھ روپیہ چاہیے آپ نے فرمایا کہ اچھا تجھے دیدیا جب میں آیا مجھے اللہ نے غیب سے اتنا ہی روپیہ عنایت فرمایا۔

نقل ہے کہ شیخ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جیسے گازروں میں خواجہ اسحاق کا چراغ جلتا ہے اور ہمیشہ جلتا رہے گا ایسے ہی ہم بھی دیگ پکاتے ہیں کہ قیامت تک اس سے لوگ فیض پائیں گے اور کم نہ ہوگی اور خواجہ اسحاق تو فرمایا بھی کرتے تھے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد   چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

خیر آپ نے دیگ چڑھائی اور راستہ میں رکھ دی خلقت کو فیض پہنچنے لگا۔ تین روز کے بعد یہ خیال دل میں آیا کہ اے احمد جانے دے کیوں کہ خلقت میں شور ہو جائے گا کہ میاں شیخ احمد تو بڑا کامل شخص ہے کہ ایسے ایسے وصف رکھتا ہے رازق خدا ہے وہ جانے اور اس کے بندے تو اس درمیان میں کیوں پڑتا ہے اپنے کام میں مشغول ہو بس اسی وقت دیگ کو زمین پر پٹکا اور یاد الہٰی میں مشغول ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم فرماتے تھے کہ میں بھکھر سے پنڈوہ تک گیا مگر کسی مسلمان سے ملاقات

نہیں ہوئی ہاں اودھ میں ایک بچہ نیم مسلمان سے ملاقات ہوئی اور یہ اشارہ شیخ جمال گوجری کی طرف تھا اور فرماتے تھے کہ منصور بچہ تھا طاقت ضبط کی نہ لا سکا اور اسرار الٰہی کو ظاہر کر دیا اور نظامی بچہ تھا کہ یہ بیت لکھی۔

صحبت نیکاں زجہاں دور گشت   خانہء عسل خانہء زنبور گشت

کیونکہ جیسی صحبت صحابہ کو رسول اللہ ﷺ سے تھی ویسی ہی اب اہل کمال کو حاصل ہے **ذٰلک فضل الله یوتیه من یشآ و الله ذو الفضل العظیم.**

نقل ہے کہ شیخ العالم نے تمام بزرگوں کے مقامات بیان فرمائے کہ فلاں اس مقام تک پہنچا ہے اور فلاں اس مقام تک پہنچا واہ واہ عجب کمال ہے۔ ایسا صاحب کمال اور صاحب تصرف آج تک سننے میں نہیں آیا۔ **ذٰلک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم.**

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم ایک دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً شیخ جمال گوجری اس طرف آ نکلے اس جگہ پہنچتے ہی ان کو ولی کی بو آئی فرمایا کہ یہاں کوئی ولی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت شیخ العالم شیخ احمد فلانی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی آپ ملاقات کے لئے تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت دیوار پر سوار ہیں بعد سلام کے التماس کیا کہ حضرت اس دیوار کو چلایئے بھی تو فقط سواری سے کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کیا مشکل ہے پس اسی وقت گھوڑے کی طرح اس کو ہکایا وہ چل پڑی پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے شیخ جمال اچھا تم اپنے باد پا کو تو چلاؤ شیخ جمال ہر چند چاہتے تھے کہ وہ آگے قدم بڑھائے مگر پیچھے ہی ہٹتا تھا شیخ جمال کو خوف ہوا کہ ہیں اس کو کس شیر کا خطرہ ہوا مگر نظر باطن سے

شیخ العالم نے امان دے رکھی تھی ورنہ خطرہ بیشک ہو گیا تھا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت شیخ العالم بیٹھے تھے اور شیخ بہرام سامنے کھڑے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے بہرام مانگ کیا مانگتا ہے کیونکہ درگاہ الٰہی میں میری ولایت انتہا درجے کو پہنچ گئی ہے۔ بہرام سن کر چپکا ہو رہا اور کچھ نہ کہا آپ نے دوبارہ فرمایا پھر بھی اس نے کچھ طلب نہ کیا جب تیسری مرتبہ فرمایا۔ عرض کی کہ اگر دو تو مانگوں آپ نے فرمایا اچھا مانگ۔ بہرام نے کہا مجھے دنیا کے مال وغیرہ سے تو کچھ تعلق نہیں مگر ہاں مطلوب حقیقی سے ملا دیجئے اور ماسوٰی اللہ کو دل سے دور کیجئے اور خدا تک پہنچا دیجئے اور وعدہ فردا کو نقد وقت کر دیجئے شیخ نے فرمایا تو نے وہ شے طلب کی ہے جو ہر شخص کے قابل نہیں ہے اور کوئی دے بھی نہیں سکتا۔ میں نے یہ حکایت خاص بہرام کی زبانی سنی ہے اس وقت بہرام اسی (۸۰) برس کی عمر کے آدمی تھے افسوس کر کے کہتے تھے کہ اگر میں محروم القسمت حضرت پیر کے سامنے اس وقت کوئی چیز خواہ دنیا سے خواہ دین سے اختیار کر لیتا تو اس تنگ عیشی سے نجات پاتا اور مقصود حاصل کرتا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ برہان شیخ العالم کے سامنے کھڑے ہوئے تھے شیخ نے فرمایا اے برہان دنیا لے گا شیخ برہان نے فرمایا دنیا کی چیز میرے کس کام کی ہے شیخ العالم نے پھر فرمایا کہ اے برہان دنیا لے گا کہا کہ اے پیر میں بوڑھا ہو گیا اب کچھ پڑھ لکھ نہیں سکتا شیخ نے فرمایا کہ اچھا سامنے آ اور ایک ساعت میں بے مشقت اور محنت کے پڑھ لے شیخ برہان نے کہا اے حضرت یہ پڑھنا میرے کس کام کا ہے شیخ نے فرمایا کہ اچھا دین لیتا ہے شیخ برہان نے کہا کہ حضرت دین بھی میرے کس کام کا ہے مجھے تو جمال الٰہی چاہئے کیونکہ میرا دل بغیر مشاہدہ الٰہی کے نہیں کھلتا۔ مگر حضرت شیخ چپ ہو گئے اور اپنے کام میں مشغول ہوئے۔

نقل ہے کہ مخلص بہرام کا باپ فیروز شاہ کا ملازم حضرت شیخ کی خدمت میں ہمیشہ آتا اور کھانا وغیرہ لایا کرتا تھا شیخ اس کو خرچ کرتے تھے اور کچھ نہ پوچھتے تھے کہ تو کون ہے اور کہاں سے اور کس کام کو آتا ہے۔ جب چھ مہینے گذر گئے مخلص کے دل میں آیا کہ اے مخلص تو چھ مہینہ سے اس فقیر کی خدمت کرتا ہے اس نے ایک مرتبہ بھی نہیں پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کس مطلب کو آیا ہے اور یہ سوچ کر اٹھا اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا حضرت شیخ کو کشف سے یہ بات ظاہر ہوگئی آپ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے اور دروازے پر جا کر دستک دی گھر میں سے مامہ دوڑی آئی اور پوچھا اے صاحب تم کون ہو فرمایا کہہ دو احمد دروازے پر کھڑا ہے اس نے جا کر عرض کیا کہ حضرت وہی فقیر جس کے واسطے کھانا لے جایا کرتے ہو دروازے پر کھڑا ہے۔ وہ ننگے پاؤں دوڑا آیا اور شیخ کو مکان میں لے گیا شیخ نے کہا کہ اے مخلص آج تو مجھ سے بدظن ہوا تھا مخلص خاموش ہو رہا اور کھانا لا کر سامنے رکھا۔ شیخ کھانا کھا کر چلے آئے بعد ازاں مخلص بھی خانقاہ میں آیا۔ شیخ نے پوچھا کہ مخلص تیرے کچھ اولاد بھی ہے مخلص نے کہا جی حضرت ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے آپ نے فرمایا اچھا جاؤ ان کی شادی کر کے ہر ایک کی جاگیر مقرر کر کے ہمارے پاس آنا۔ مخلص اپنے مکان پر چلا آیا اور شادی کی فکر کرنے لگا خیر وقت معہود پر نکاح وغیرہ سے فارغ ہو کر خانقاہ میں آیا اور عرض کیا کہ حضور بندہ لڑکے لڑکی کی شادی وغیرہ سے فارغ ہو کر حاضر ہوا ہے آپ نے فرمایا اچھا آ۔ مخلص دوڑ کر آیا اور بیٹھ گیا۔ شیخ العالم نے اپنے سامنے ایک گڑھا کھودا اور اس میں پانی بھرا پھر چھوٹی چھوٹی کنکریاں ڈالیں اور کہا کہ اے مخلص یہ کنکریاں نکال اس نے بیٹھ کر تمام کنکریاں نکال کر باہر ڈال دیں پھر حضرت شیخ نے تھوڑا سا گارا لے کر اس میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اسے بھی نکال اس نے ہر چند تلاش کی مگر گارا کب ہاتھ آتا تھا وہ

تو تمام گھل گیا عرض کی کہ حضرت اس کا تو کہیں پتہ نہیں ملتا آپ نے فرمایا کہ جب تو اپنے معبود کی طلب میں دریائے مقصود میں پہنچے اسی طرح بے نشان بن جائے اور بقائے حق کے ساتھ باقی رہے اس وقت ہمارے پاس آ اور ہماری خانقاہ میں رہ اور اگر نہیں تو چل دے یہ مردوں کا کام ہے ہیجڑوں کا نہیں ہے وللحرب رجال والقصعة والسرید رجال مخلص یہ سن کر مستعد ہوا اور ولی خدا کا ہوا چنانچہ حضرت شیخ خود فرمایا کرتے تھے کہ مخلص اللہ کا ولی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ العالم خانقاہ میں بیٹھے تھے اور میاں مخلص بھی حاضر تھے اتنے میں آلا دو دیوانہ آیا اور دیوار کے نیچے تھوڑی دیر ٹھہرا اور چلا گیا مخلص نے پوچھا کہ کیوں حضرت اس کی کیا وجہ ہے آلا دو دیوانہ آیا اور کھڑا ہوا اور آپ نے بیٹھنے کو بھی نہ کہا شیخ چپ ہو رہے اس وقت بہرام بھی موجود تھا یہ بات سن کر متحیر ہو گیا کہ ہیں یہاں تو کوئی بھی نہیں آیا۔ یہ کہتے ہیں کہ آلا دو دیوانہ آیا اور ٹھہرا بعد میں باہر آ کر معلوم ہوا کہ واقعی آیا تھا اور بہت دیر تک حضرت شیخ کی طرف متوجہ رہا اور بعد ازاں چلا گیا۔

نقل ہے کہ ایک روز مخلص حضرت شیخ العالم کے پاس آیا اور عرض کی کہ اے حضرت میرا لباس پرانا ہو گیا ہے میں چاہتا ہے کہ نیا پہنوں اور اس جہان سے سفر کروں۔ حضرت شیخ العالم نے فرمایا کہ چند روز ٹھہرو ہم تم ساتھ ہی چلیں گے مخلص نے پھر ایک روز یہی عرض کیا پھر وہی جواب ملا غرض جب چند مرتبہ عرض کیا اور کورا جواب ملا ایک روز اپنے مکان پر جا کر فرزندوں کو وصیت کی کہ اے نور چشمان پدر میرا آخری وقت ہے میں چاہتا ہوں کہ اس جہان سے سفر کروں تم میرے مرنے کی خبر حضرت پیر و مرشد تک نہ پہنچانا

اور جھٹ پٹ دفن کر دینا کیونکہ اس شیخ وقت کے کمال کا کچھ ٹھیک نہیں ہے اگر ان کو خبر ہو جائیگی وہ ہرگز نہ جانے دینگے بہرام کہتا ہے کہ ہم اپنے دل میں سوچتے تھے کہ پیر نہ ہوا خدا ہی ہو گیا کہ موت کو بھی روک دے گا۔ الغرض میاں مخلص وصیت کر کے چارپائی پر لمبی تان کر پڑ گئے اور ملک عدم کو روانہ ہوئے۔ ہم اس معاملہ میں حیران ہوئے بھئی کیا اللہ کے بندے ہیں کہ موت کو مٹھی میں لئے بیٹھے ہیں بہرام کہتا ہے کہ حضرت شیخ العالم خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے جا کر عرض کیا کہ حضرت، مخلص نے اس جہان فانی سے سفر کیا۔ حضرت شیخ العالم جوتی پہن کر بہرام کے ساتھ ساتھ مخلص کے مکان پر تشریف لائے اور چادر منہ سے اٹھا کر مخلص مخلص کہہ کر پکارنے لگے لوگ دوڑے کہ حضرت یہ کیا غضب کرتے ہو خلقت تم کو خدا کہنے لگے گی ایسا کام نہ کیجیے خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائے گا۔ حضرت شیخ نے تقریباً پچاس (۵۰) مرتبہ مخلص مخلص کہا یہاں تک کہ وہ لاالٰہ الااللہ کہہ کر اٹھ بیٹھا اور حضرت شیخ کے قدم لیے مگر زبان سے کچھ نہ کہا شیخ وہاں سے اپنی خانقاہ میں تشریف لائے بعد ازاں مخلص نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ دیکھو میں نے تم کو اتنا منع کیا تھا کہ شیخ کو خبر نہ کرنا مگر تم باز نہ آئے اور میری وصیت پر کچھ عمل نہ کیا اچھا جاؤ پیر سے عرض کرو کہ مخلص کو اجازت دو وہ اس جہان سے بیزار ہے چلنے پر تیار ہے بہرام پہنچا اور عرض کی حکم ہوا بہرام اسے کہہ دو ابھی چند روز ٹھہرو ہم تم ساتھ چلیں گے بہرام نے آکر تمام کیفیت سنائی مخلص نے کہا اے بہرام جا کر عرض کر کہ میں اب اس جہان میں دم بھر نہیں ٹھہر سکتا مجھ میں رہنے کی طاقت نہیں رہی اس نے جا کر اسی طرح کہہ دیا شیخ نے کہا اے بہرام مخلص سے پوچھ کہ

کہاں کا ارادہ ہے مجھے اطلاع دے تاکہ میں بھی وہیں آؤں۔ بہرام آیا اور جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا بتمامہ ظاہر کیا مخلص نے کہا پیر سے کہہ دو تم خوب جانتے ہو اسے جانے کے لئے سوائے انتقال وقتاً فوقتاً کے کوئی جگہ نہیں ہے اب مجھ میں طاقت نہیں اجازت دیجئے شیخ نے یہ قصہ سن کر فرمایا کہ اے بہرام اچھا اپنے والد سے پوچھو کہ کسی شے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ بہرام نے آ کر پوچھا تو کہا کہ پیر کے طفیل سے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں مگر یہی حاجت ہے کہ اجازت ہو جائے۔ شیخ نے فرمایا کہ اچھا اگر یہی ارادہ ہے تو رخصت ہے مخلص اسی وقت چارپائی پر لیٹا اور مرغ روح نے پرواز کی فضائے **فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر** میں جا کر آشیانہ بنایا۔ بیت

چہ خوشتر آنکہ دریں دور ناہموار دوست بدوست رسد یار بیار

بعد وفاتِ مخلص اس کا خرقہ اس کے بیٹے شیخ کے پاس لائے شیخ نے فرمایا کہ یہ اسی کے لائق تھا اس کو اس کی قبر کے اندر دفن کر دو چنانچہ حضرت کے حکم سے لوگوں نے خرقہ کو برابر میں دفن کر دیا اور فاتحہ خیر پڑھ کر پھر آئے۔ **ذٰلک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔**

نقل ہے کہ قنوج میں ایک دیوانہ کسی سے بات نہ کرتا تھا ایک دن حضرت شیخ نے میاں خدا کوتوال کو خط دیا اور کہا کہ اس دیوانہ کو دے آ۔ اس نے کہا حضرت وہ تو کسی سے بولتا بھی نہیں خط کسطرح لے گا آپنے فرمایا وہ کامل شخص ہے تجھے کیا غرض تو خط لیجا میاں خُدا خط لیکر اول اپنے گھر آئے وہاں سے کچھ میوہ لیکر دیوانہ کے پاس گئے اور جاتے ہی میوہ پیش کیا اور خط دینا بھول گئے دیوانہ نے

وہ میوہ وغیرہ پھیر دیا اور حضرت شیخ کے خط کی طرف اشارہ کیا اسوقت ان کو یاد آیا جھٹ خط نکالکر پیش کیا دیوانہ نے اول اس کو تعظیم سے لیا بعد ازاں پھول کی طرح سونگھا پھر ہنسا اور بہت خوش ہوا۔

نقل ہے کہ شیخ المشائخ شیخ بدر الدین شیخ صدر الدین حکیم کے خلیفہ حضرت شیخ العالم کے والد بزرگوار حضرت شیخ داؤد سے بہت محبت رکھتے تھے اور شیخ داؤد شیخ نصیر الدین محمود کے مرید تھے اور شیخ داؤد کے شیخ بدر الدین سے جو پہلے برناوہ میں سجادہ نشین تھے اور اب رابڑی میں ہیں اور کچھ قرابت بھی تھی اور یہاں تک محبت تھی کہ ایک دوسرے کے مکان پر بہت بہت دنوں تک رہتے تھے جس وقت حضرت شیخ بدر الدین کے انتقال کا وقت آیا صاحبزادہ شیخ نصیر الدین صغیر سن تھے شیخ بدر الدین نے اُن کو بلا کر اجازت دی اور طریق باطنی سے مقصود حقیقی کے لیے شیخ العالمؒ کے لئے حوالہ کیا اور فرمایا کہ ہندوستان سے میرا ایک دوست مسمّٰی شیخ احمد آئے گا۔ نعمت باطنی تجھ کو اُس سے حاصل ہوگی۔ پھر انتقال فرمایا شیخ نصیر الدین تحصیل علم میں مشغول ہو لئے بعد ازاں مغلوں کے شور و غل کی وجہ سے رابڑی میں تشریف لائے وہاں ایک بڑا دانش مند شخص تھا اس سے پڑھنا شروع کیا غرض ایک روز حضرت شیخ العالم نے سفر کا قصد کیا اور فرمایا اے بختیار بستر وغیرہ باندھ اور چل دیکھوں تو شیخ بدر الدین کا فرزند کیا کرتا ہے اور کس کام میں مشغول ہے خیر استر بستر باندھ کر وہاں سے روانہ ہوئے اور شیخ نصیر الدین سے ملے۔ شیخ نصیر الدین مل جل کر پھر اپنا سبق یاد کرنے لگے شیخ العالم نے فرمایا کیوں میاں نصیر الدین کیا آپ کے والد یہی کام کیا کرتے تھے اور یہی علم پڑھتے تھے شیخ نصیر الدین کو اپنے والد کا فرمانا یاد آیا اور سمجھے کہ والد

نے مجھے جس درویش کے حوالہ کیا تھا ہو نہ ہو یہ وہی ہے اُس وقت کتاب بند کر کے شیخ کے سامنے ادب سے گردن جھکا کر بیٹھ گئے دانش مند جو شیخ نصیر الدین کو پڑھاتا تھا یہ تمام شیخ کا مکر سمجھا اور چپ نہ رہ سکا آخر مباحثہ شروع کر دیا حضرت شیخ نے معرفت میں سے کچھ پوچھا اور نظر ڈالی دانش منداسی وقت بیہوش ہو گیا اور گر پڑا شیخ نصیر الدین نے مؤدب کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضرت بس معاف فرمائیے۔ حضرت شیخ نے پانی کا پیالہ منگا کر اُس پر دم کر کے پلایا جب وہ ہوش میں آیا شیخ کے پاؤں پر گر پڑا اور کہا اے شیخ آج مجھے جو بات آپ نے حاصل کرائی ہے کبھی کہیں نہیں دیکھی اور نہ کسی کتاب میں پڑھی۔ اس بات سے تمام شہر میں دھوم ہوگئی کہ شہر میں فلانی جگہ ایسا کامل شخص آیا ہے۔ بعدہٗ شیخ العالم نے ایک چارپائی منگائی اور شیخ نصیر الدین کی خانقاہ میں لیٹے۔ تین رات دن برابر لیٹے رہے اور آنکھ تک نہ کھولی چوتھے روز آپ عالم باطن سے عالم ظاہر میں تشریف لائے اور چارپائی سے اُٹھے تمام خلقت آپ ہی کی جانب متوجہ کھڑی تھی قطب خان اس جگہ کا حاکم بھی آپ کا معتقد ہو گیا اور مرید ہونے پر آمادہ ہوا اس خبر کے سننے سے شیخ نصیر الدین کے مکان میں رنج وغم پیدا ہوا شیخ بختیار نے حضرت شیخ سے کہا کہ حضور شیخ نصیر الدین کے گھر میں تو ماتم ہو رہا ہے اس لیے کہ قطب خان مرید ہونا چاہتا ہے۔ اور جب مرید ہو جائیگا تو شیخ ہمیں کب پوچھیں گے اور یہاں کب آئینگے۔ آپ نے فرمایا کہ اے بختیار یہ اُن کا خیال ہی خیال ہے۔ الغرض بعد نماز مغرب قطب خان مرید ہونے کو آیا اور ایک گھوڑا ساز وسامان سے بھرا ہوا لایا شیخ العالم نے فرمایا تو چور ہے جو اس وقت میرے پاس آیا ہے۔ قطب خان نے کچھ نہ کہا شیخ نے فرمایا

کہ اچھا صبح کو آنا پھر شیخ بختیار سے کہا کہ اس گھوڑے کو بازار میں فروخت کر کے بوڑھی عورتوں کو تقسیم کر دے۔ بختیار حسب ارشاد گھوڑے کو بیچنے کے لئے بازار میں لایا اتفاقاً ایک سپاہی غریب بازار میں حیران سو رہا تھا جب بختیار نے کہا کہ کوئی گھوڑے کا خریدار ہے تب اس سپاہی کی آنکھ کھلی اور معاً اُس کے دل میں یہ بات سمائی کہ ضرور کسی درویش صاحب ولایت نے بھیجا ہے اٹھ کر آیا اور قیمت پوچھی بختیار نے کہا جو کچھ موجود ہو لا اُس کے پاس پانچ سو تنکہ موجود تھے اُس نے وہی حوالہ کئے اور بختیار سے گھوڑا لے لیا بختیار راتوں رات روپیہ لے کر شیخ العالم کے مکان پر پہنچا اور ضعفاء کو تقسیم کیا پھر حضرت شیخ کے پاس آیا صبح کو جب قطب خان آیا حضرت شیخ العالم نے فرمایا کہ اے قطب خان جو میں کہوں گا تو قبول کرے گا اُس نے جواب دیا جو کچھ ارشاد حضور ہو میری سر آنکھوں پر آپ نے فرمایا کہ اچھا شیخ نصیر الدین سے مرید ہو جاؤ۔ قطب خان نے سر جھکا لیا۔ شیخ العالم نے فرمایا۔ کہ اے قطب خان کچھ خیال نہ کر شیخ نصیر الدین کی ٹوپی گویا میری ہی ٹوپی ہے اور اسی وقت شیخ نصیر الدین کے سر پر سے اتار کر قطب خان کو مرحمت کی اور اُسکو شیخ نصیر الدین کا مرید کیا قطب خان نے حضرت شیخ کے فرمانے سے قبول کیا اور جو کچھ ہدیہ شیخ العالم کی نذر کیا تھا وہی شیخ نصیر الدین کی خدمت میں پیش کیا چونکہ حضرت شیخ نے شیخ نصیر الدین کو اجازت دی اور اُنکی ٹوپی کو اپنی ٹوپی قرار دی۔ شیخ مذکور کو کمال صوری و معنوی حاصل ہوا۔ اور مرتبہ ولایت پر پہنچے اور اللہ کا شکر ہے کہ آج تک کہ شیخ نصیر الدین سے تین کرسی تک گذر چکی ہیں مگر درویش کامل خاندان میں برابر ہوتے چلے آتے ہیں۔

نقل ہے کہ میاں قدو شیخ نصیر الدین کے بھتیجے تھے اُنہوں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ چل کر حضرت شیخ العالم سے مرید ہو جایئے اور شیخ نصیر الدین کے پیر بھائی کہلایئے۔ خیر اتفاقاً ایک روز مخلص کے دونوں صاجزادے بہرام اور شمس الدین گوالیار کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں رابڑی میں شیخ نصیر الدین کے مکان پر ٹھہرے اُنہوں نے بہت آؤ بھگت کی فرمایا کہ دیکھو یہاں کسی پر علم معرفت ظاہر نہ کرنا کیونکہ اسرارِ غیبی کا ظاہر کرنا بزرگوں کی شان کے خلاف ہے چونکہ یہ دونوں شیخ العالم کے مریدوں میں معرفت سے پوری طور پر آگاہ تھے شیخ نصیر الدین نے چند روز مہمان رکھا اور خوب خاطر تواضع کی میاں قدو کو جو کچھ ولولہ سا اٹھا تن تنہا اُن کے پاس آئے اور کنڈی کھٹکھٹائی یہ دونوں سمجھ گئے کہ بس میاں قدو تشریف لائے دروازہ کھولدیا دروازہ کھلتے ہی میاں قدو دونو کے پاؤں پر گر پڑے اور کہا کہ بخدا مجھے حضرت شیخ العالم کے طریق سے کچھ خبر دو شمس الدین نے بہرام سے کہا کہ کہاں ہم کہاں میاں قدو۔ اگر اسکے نصیب میں کچھ ہے تو بیشک حاصل ہو جائیگا ہم کیوں ثواب سے خالی رہیں چلو کچھ بتادو بعدہ، علم معرفت سے کچھ بیان کرنا شروع کیا اور عجب عجب رمزیں بتائیں جب صبح ہوئی میاں قدو موافق عادت کے شیخ نصیر الدین کے پاس سبق پڑھنے گئے مگر سبق کا کاغذ گھر چھوڑ گئے شیخ نصیر الدین سمجھ گئے کہ انکو شیخ العالم کے مریدوں نے علم معرفت سے کچھ بتلا دیا ہے فرمایا کہ کیوں میاں قدو شاید آپ کو شیخ العالم کے مریدوں نے کچھ بتایا ہے میاں قدو جھٹ مستعد ہو کر شیخ العالم کے دروازے پر آئے اور بیعت ہونا چاہا۔ شیخ نے منظور نہ کیا اور فرمایا کہ تو ہماری درگاہ کے لائق نہیں اور قدو اصل

میں شاہانہ صفت رکھتا تھا نزاکت میں لاثانی تھا ایک دن اُس کو خوب لکڑیاں مار کر خانقاہ سے نکال کر باہر کیا مگر اُس نے آستانے پر سر رکھ کر نہ اُٹھایا تمام رات اِسی طرح گزر گئی حالانکہ رات بھر برف برسی مگر اُس بندۂ خدا کو کچھ خبر نہ ہوئی صبح کو شیخ العالم نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ میاں قدو سر آستانہِ پر رکھے زار زار رو رہے ہیں بختیار نے حضرت شیخ سے سفارش کی کہ حضرت اِس بیچارے پر شفقت فرمائیں بڑا نازک آدمی ہے ناحق ہلاک ہو جائے گا۔ خیر حضرت شیخ العالم نے مرید تو نہ کیا مگر مہربانی کی نظر فرمائی بعد ازاں میاں قدو نے رخصت چاہی اور اپنے مکان پر آیا جب شیخ کے پاس جاتا تھا جان و مال قربان کرتا تھا جس وقت کچھ نہ رہا اور خود بھی سوکھ کر کانٹا ہو گیا سامنے آکر مودب کھڑا ہو گیا شیخ العالم نے محبت کی اور مرید کر لیا بعد ازاں بچارہ کو زمین میں دفن کر دیا پندرہ روز کے بعد نکالا اور فرمایا کہ جا ہم نے تجھ کو برناؤ کی خدمت سپرد کی میاں قدو وہاں سے رخصت ہو کر اپنے گھر آئے اور اُس کے بعد برناؤ کو روانہ ہوئے چونکہ برناؤ اُن دنوں خراب تھا فرمایا کہ مجھ کو اُجڑے ہوئے شہر میں رہنے کی تاب نہیں دُعا فرمائی سُنتے ہیں میاں قدو مدت تک وہاں رہے مگر کسی شخص کو بھی مرید نہ کیا فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو اپنی نجات کا بھی پوری طرح یقین نہ ہو وہ کس طرح کسی کو مرید کرے۔

نقل ہے کہ ایک دن فضیل غوری ریشمی موزے پہنے ہوئے خانقاہ میں گھس آیا اور مرید ہونا چاہا شیخ نے فرمایا کے تیرا گلا بہت پھولا ہوا ہے اور فقیر کا راستہ تنگ ہے تو اُس میں کس طرح آئے گا اُس نے اصرار کیا حضرت شیخ نے فرمایا کہ اچھا یہ گھڑا پانی کا بھرلا۔ وہ گھڑا اُٹھا کر چلا اور باہر آکر ایک آدمی کو کچھ

دینا کر کے اُس سے منگائے اور خانقاہ کے دروازے پر سے آپ لے کر سامنے آیا شیخ العالم نے فرمایا کہ کیوں میں نے کہا نہیں تھا کہ تیرا گلا پھولا ہوا ہے تو ہماری درگاہ کے قابل نہیں ہے غرض اُس نے بہت پیچھا کیا مگر شرفِ بیعت اُس کے نصیب میں نہ ہوا۔

نقل ہے کہ ملک شمو حضرت شیخ العالم کا بڑا معتقد تھا ایک روز مرید ہونے آیا حالانکہ وِلی صفت آدمی تھا مگر شیخ نے قبول نہ کیا ۔مگر ہاں دستار اور کمبل عنایت کیا اُس نے کہا کہ مجھے یہی کافی ہے سنا ہے کہ وہ ہمیشہ دونو چیزیں اپنے بدن پر رکھتا تھا اور لڑائی کے وقت پہنتا تھا تو دشمن پر فتح یاب ہوتا تھا۔

نقل ہے کہ میاں فرید شیخ العالم کے مرید تھے خرید و فروخت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ عمدہ عمدہ باریک کپڑے خرید کر لائے اور پیر کے سامنے رکھے آپ نے ایک کپڑا نکالا اور اُس کو اپنے بدن پر رکھ کر فرمایا کہ واہ سبحان اللہ کیا باریک کپڑا ہے جس میں تمام بدن دکھائی دیتا ہے پھر دوسرا کپڑا نکالا اور اپنے بدن پر رکھ کر فرمایا کہ واللہ کیا نرم کپڑا ہے پھر فرمایا کہ جو آدمی ایسی ایسی دنیا کی نعمتیں اپنی خرچ میں لاتے ہیں اور یہ مزے اُڑاتے ہیں وہ کیوں نہ دوزخ میں جلیں پھر پوچھا کہ کیا تم اِن کو پہنتے ہو میاں فرید نے کہا کہ حضرت اس خوف سے پہنتا ہوں کہ اگر تجارت کا نام لوں اور نہ پہنوں تو اکثر مال تو زکوٰۃ ہی میں چلا جائے تو میرے پاس کیا بچے آپ نے فرمایا کہ نہیں زکواتیوں کے خوف سے نہ پہنا کرو وہ تم سے کچھ نہ لیں گے سنتے ہیں کہ اس دفعہ جو میاں فرید سودا بیچنے کیلیئے گئے تو کسی نے کہیں مزاحمت نہ کی حالانکہ کھلے خزانے جاتے تھے اور شہروں میں خوب منافع اُٹھاتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم نے بہرام کے ہاتھ مجلس عالی فیروز خان کے پاس نامہ بھیجا اور مجلس عالی اُن دِنوں قصبہ ایسولی میں فوج کے ساتھ تھا شیخ العالم نے فرمایا کہ اے بہرام وہاں ستور روغن گر رہتا ہے یہ نامہ اُسکو نہ دکھانا اور یہ اشارہ شیخ فخر الدین کی طرف تھا یہ شخص عاشق اللہ شیخ العالم کا منظور نظر اور شیخ بختیار کی لڑکی کا داماد تھا جو شخص ایسولی میں جاتا تھا انہیں کے مکان پر ٹھہرتا تھا اور یہ بھی غلامانہ خدمت کیا کرتے تھے خیر بہرام ایسولی میں پہنچا اور شیخ فخر الدین کے مکان پر ٹھہرا بعد ازاں ظاہر کیا کہ شیخ نے مجلس عالی کو خط لکھا ہے کس طرح پُہنچاؤں انہوں نے کہا کہ مجلس عالی نماز میں آئے گا میں تم ساتھ چلیں گے جب وہ نماز پڑھ کر چلے خط مجھے دینا میں دیدوں گا خیر بہرام اور شیخ فخر الدین نماز کو چلے بعد نماز فخر الدین نے بہرام سے خط لیا اور مجلس عالی کو دے دیا اُس میں یہ مثنوی لکھی ہوئی تھی مثنوی

هر آنکو غافل از وے یک زمان ست | در آں دم کافرست اما نہان ست

مبادا غایبے پیوستہ باشد | درِ اسلام بر وے بستہ باشد

حضوری بخش اے پروردگارم | کہ من غائب شدن طاقت ندارم

مجلس عالی نے جب کھول کر پڑھا تو اول مصرع پر کچھ دیر کی اور دوسرے مصرعِ پر جان دینے لگا بعد میں کہا کہ اے شیخ فخر الدین اِس جگہ ایسا درویش رہتا ہے اور تم نے ہم کو خبر نہ دی اچھا پالکی اور گھوڑا بھیجو اور شیخ العالم کو یہاں لاؤ اور میرا عذر کرو کیا کروں بادشاہ کہے گا کہ میرے بغیر حکم قدم اُٹھایا ورنہ میں خود حاضر ہوتا۔ شیخ فخر الدین نے کہا کہ اے مجلس عالی شیخ العالم بڑا کامل درویش ہے نامعلوم بعد ملاقات

کے کیا حالت درپیش ہو مجلس عالی نے کہا کہ اے فخر الدین واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے یہ کہا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد فخر الدین نے کہا کہ ہاں شیخ العالم کے آدمیوں کو کیا ارشاد ہوتا ہے مجلس عالی نے ایک تھان تر اندام کا شیخ کے لئے اور دس تنکہ نقد بہرام کو دیا اور کہا کہ اے بہرام تشریف لے جاؤ اور حضرت شیخ کی جناب میں میرا آداب پہنچاؤ اور بہرام روانہ ہوا اور شیخ کے پاس پہنچا شیخ نے دور سے دیکھ کر کہا کہ کیوں بہرام تم نے ہمارا نوشتہ ستور روغن گر کو دے دیا اور ہماری بات نہ مانی بہرام نے اقرار کیا اور سر جھکا لیا۔

نقل ہے کہ قاضی خان حاکم قصبہ ردولی کے گھر میں لڑکا نہیں ہوتا تھا اُس کے گھر میں سے شیخ العالم کی معتقد تھی اکثر رات کے وقت آ کر لڑکے کے لئے دُعا کرایا کرتی تھی ایک روز اچانک حضرت شیخ اُس کے مکان پر پہنچے اور صحن میں جا کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے قاضی خان آج تمھارے گھر میں سعید صالح لڑکا آیا ہے الغرض حمل کی مدت گذرنے کے بعد قاضی خان کے گھر لڑکا پیدا ہوا دانیال نام رکھا اور عرف میں قاضی گدن کہتے تھے فضل الٰہی سے ہوش سنبھالتے ہی حکومت قصبہ کی اُن کے متعلق ہوئی یہ بھی حضرت شیخ کے معتقد ہوئے اور اُن کی برکت سے وہ جوش وخروش پیدا ہوا کہ بعض وقت اپنے گھر تک کو غارت کر دیتے تھے سبحان اللہ کیا عجب کمال ہے کہ ایک نظر کی تاثیر سے صاحب تاثیر بنا دیا۔

نقل ہے کہ میاں سالار ایک معزز شخص تھا ترکش بندی میں تاتار خان کے یہاں ملازم تھا ایک دن وہی لباس خاص پہنے موزے وغیرہ ڈالے ہوئے خانقاہ میں شیخ العالم سے مرید ہونے چلا آیا۔ مرید مکان

لیپ رہے تھے۔شیخ العالم نے فرمایا کہ جا تو بھی لیپ۔میاں سالار چپکا وہاں سے اٹھ کر لیپنے میں مشغول ہوا۔پوشاک وغیرہ کا مطلق خیال نہ کیا۔شام تک اسی میں مشغول رہا۔بعد ازاں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ نے بہت عنایت فرمائی اور مزید کیا۔

نقل ہے کہ شیخ العالم جامع مسجد میں سب سے پہلے جایا کرتے تھے۔اور اپنے ہاتھ سے تمام مسجد میں جھاڑو دیتے تھے۔اور قریب چالیس پچاس برس کے جامع مسجد میں نماز پڑھی۔مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ جامع مسجد کون سی ہے اور کدھر ہے یہاں تک کہ جب مسجد میں جاتے تھے تو شیخ بختیار آگے آگے حق حق کہتے جاتے تھے آپ ان کی آواز پر چلا کرتے تھے اور ہر وقت حضوری سے محظوظ رہتے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ المشائخ اور شیخ عارف احمد اور اکثر مرید شیخ العالم کے اس جہان فانی سے حق حق ہی کرتے تشریف لے گئے ہیں اور سب کا خاتمہ بالخیر ہوا۔

نقل ہے کہ شیخ العالم کے مرید اُن کے سامنے سر جھکاتے تھے۔اور اسی حال میں جمالِ الٰہی میں مستغرق رہتے تھے اور آج تک یہی طریق جاری ہے کہ حضرت شیخ کی قبر تک کے سامنے سر جھکاتے ہیں اور سر جھکانا اگرچہ ظاہر میں ممنوع ہے مگر باطن میں مسموع ہے اور اسکا جواب وضوح کے ساتھ دیا بھی گیا ہے جاننا چاہیے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔کما قال فی اشراق المذاہب وختلفوا فے سجود الشکر باعتبار الطریقتہ فقال ابو حنیفة وما لک رضی اللہ عنہ یکرہ تحریما .... و الشکر باللسان وقال الشافعی واحمد لا یکرہ بل ھو

مستحب اور مشائخ بعض احکام میں شافعی کے مذہب پر ہی عمل کرتے ہیں۔

نقل ہے۔ کہ حضرت شیخ العالم ذوق شوق میں یہ شعر فرمایا کرتے تھے

سخنے شکستہ از ہمہ عالم برائے یار　　　آرے برائے یار دو عالم توان شکست

دیگر　احمد اتا در نیاری مال و جاہ و جان وتن　　　ہرگز از عشقت نباشد شمۂ اندر مشام

نقل ہے۔ کہ جن مطرب بڑا خوش الحان تھا یہاں تک کہ اُسکے دیپک راگ گانے سے بجھا ہوا چراغ جلنے لگتا تھا ایک روز حضرت شیخ العالم کے سامنے گانے لگا حضرت شیخ کو وجد ہوا اور اُسی حالت میں فرمایا کہ ہاں مانگ کیا مانگتا ہے اُس نے کہا کہ حضرت یہ خرقہ مبارک عنایت فرما دیجے آپ نے فرمایا کہ دوسری چیز بھی مانگ اُس نے کہا کہ نہیں مجھ فدوی کو یہی کافی ہے آپ نے جھٹ اتار کر حوالہ کیا وہ خرقہ پہن کر رخصت ہوا تین روز برابر پہنے پھر چوتھے روز دوہائی دیتا ہوا آیا اور خرقہ مبارک اُتار کر شیخ کے سامنے رکھا اور عرض کی کہ حضرت یہ اپنی امانت لیجئے خادم نے تین روز پہنا اور دریائے آتش میں غرق رہا اب مجھ میں اسکے پہنے کی طاقت نہیں رہی آپ نے اٹھالیا اور فرمایا کہ شاباش تو نے تین روز تو پہنا منقول ہے کہ بعد ازاں جن مطرب کو جذام ہوگیا اور آج تک اُس کی اولاد میں سے ایک کو جذام ہوتا چلا آتا ہے۔

نقل ہے کہ شیخ العالم نے بودہی کو جامۂ خلافت عطا فرمایا اُنہوں نے خانقاہ سے باہر نکل کر مشائخوں کی طرح ایک شخص کو مرید کیا۔ اور شرینی حضرت شیخ کے سامنے لائے حضرت شیخ مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے

غصہ ہوئے اور فرمایا کے اے مسلمانو تم گواہ رہو کہ میں نے شیخ بودہی سے خلافت چھین لی۔ منقول ہے کہ شیخ بودہی جب تک زندہ رہے رات دن آگ میں جلتے تھے اور روتے تھے کہ آہ شیخ احمد بھجانا بھجانا۔

نقل ہے کہ ایک روز سّید کبیر حضرت شیخ العالم کے پاس بیعت ہونے کی غرض سے آئے شیخ العالم مستغرق رہتے تھے ان کی طرف نظرِ باطن سے دیکھا تو یہ خود بخود بیہوش ہو گئے اور دیوانہ وار پھرنے لگے ایک روز مست ہاتھی کی طرح ایک سبزی فروش کے گھر میں گھس گئے جو کچھ رکھا تھا سب کھا گئے۔ بعد ازاں ایک تیلی کے مکان میں گھسے وہاں جو کچھ کھلی وغیرہ رکھی تھی سب چٹ کر گئے۔ وہ دونوں شیخ العالم کے پاس فریادی آئے کہ حضرت سّید کبیر نے ہمارے گھر میں جا کر یہ حال کیا۔ افسوس بیچارے اسی ذوق وشوق میں انتقال کر گئے مزار اِن کا درخت پکڑ کے نیچے مغرب کی طرف ایک کوچہ میں حضرت شیخ العالم کے مزار کے قریب ہے۔

نقل ہے کہ شیخ کمال الدین حضرت شیخ العالم کے مرید تھے ہر وقت اللہ اللہ حق حق انکی زبان سے جاری رہتا تھا ایک روز سّید زین الدین قرب وجوار میں آ کر اُترے تو یہ حضرت اپنے پیر کے پاس آئے اور عاجزی سے عرض کرنے لگے مجھے اجازت ہو کہ حضرت سّید زین الدین سے ملاقات کر آؤں آپ نے فرمایا کہ کیا بھینسے کا زخم کھانا چاہتا ہے غرض اصرار کر کے روانہ ہوئے جب لشکر کے قریب پہنچے مینڈھا کھل گیا ان کی طرف دوڑا اور سینگوں پر اٹھا کر پٹک دیا شیخ کمال الدین کے بہت بڑا زخم آیا لوگ وہاں سے اٹھا کر شیخ کے پاس لائے آپ نے فرمایا کیوں نہ مانا آخر زخم ہی کھایا۔

نقل ہے مولانا امیر احمد قرآن شریف لے کر صندوق میں بند کر کے حضرت شیخ کے پاس لائے اور مولانا اصل میں شیخ اشرف جہانگیر کے خلیفہ تھے لڑکے پڑھاتے تھے چنانچہ شیخ عارف بھی انہیں کے پاس پڑھتے تھے خیر حضرت شیخ نے دس تنکہ اس کا ہدیہ فرمایا انہوں نے منظور نہ کیا اور قاضی رضی کے پاس جو ان دنوں قصبہ ردولی کے قریب فروکش تھے لے گئے انہوں نے بھی وہی قیمت فرمائی آپ وہاں چھوڑ کر شیخ کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت جو قیمت آپ نے فرمائی وہی خدا کو پسند آ گئی اب اس میں زیادتی اور کمی بھی نہیں ہوتی جو قیمت آپ نے فرمائی وہی قاضی رضی نے کہی حضرت شیخ نے قاضی رضی سے شیخ عارف کے لئے منگالیا جب سے بدستور وہ قرآن شریف حضرت شیخ کے گھرانے میں چلا آتا تھا مگر جب ردولی لٹی جاتا رہا۔

نقل ہے کہ خواجہ مہین کے لڑکے کو لوگ شیخ شیخ کہا کرتے تھے وہ ایک لڑکی سے حضرت شیخ کے روضے کے قریب زنا کیا کرتا تھا اتفاقاً ایک مرتبہ کہیں گم ہو گیا چند روز کے بعد جب لوگوں نے بہت تلاش کی ایک جگہ سے مرا ہوا پایا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم بعض اوقات ذوق شوق میں یہ مصرع فرمایا کرتے تھے مصرع

چتر شاہی بر سر طفلان ما است   واللہ اعلم اس سے کیا مراد ہے مگر اکثر مرید حضرت شیخ کے عشاق صفت شراب وحدت میں سرمست رہتے ہیں شاید اس سخن سے یہی مراد ہو کہ تمام مرید ہمارے سعادت مند ہوتے ہیں اور بعض اوقات میں یہ کلمہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کبوتران ما صید نخورند   نا معلوم اس سے کیا

مراد رکھی ہے؟ شاید یہ ہو کہ ہمارے مرید حیات ممات حضور و غیبت میں یکساں ہیں۔ حصول مطلب اور توصل الی اللہ سے خالی نہ رہیں گے اور یہ بھی فرماتے تھے جو ہمارے مریدوں میں داخل ہوا اور ہمارے طریق پر چلے گا دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جائیگی۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ العالم فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی ذات بے نام اور بے نشان ہے اور جو نام اس کی طرف منسوب کرتے ہیں لفظ حق سے بہتر نہ ہو گا کیوں کہ معنی اسم حق کے یہ ہیں کہ تمام کلمات کمال کے لائق ہو اور ذات باری بھی تمام صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے تو اس کی طرف اسم حق کی نسبت بہ نسبت اور اسموں کے عمدہ ہوگی اور حضرت شیخ اور تمام خانقاہ کے رہنے والے ہر وقت پاس انفاس کرتے تھے چنانچہ کسی ساعت یاد الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے نماز کے اول آخر بھی تین تین بار باآوز بلند حق حق کہتے تھے یہاں تک کہ خرید و فروخت میں بھی جمال حق میں مستغرق رہتے تھے چنانچہ اب تک بھی طریقہ جاری ہے اسی وجہ سے ان لوگوں کو حقانی کہتے ہیں اور اگر کوئی کہے کہ طریقہ بدعت ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ ناواقفان راہ طریقت کے لئے جو خواہ مخواہ پانچوں سواروں میں داخل ہوتے ہیں محض حماقت اور بدعت سیہ ہے مگر جان بازاں راہِ خدا کو جو احوال ظاہری سے بالکل مدہوش اور تعلقات دنیاوی سے سرا سر دست بردار ہیں وسیلہ نجات ہے اور رسالہ مکیہ میں لکھا ہے کہ اسم حق اس طائفہ کے حق میں اسم ذات ہے اور جو صاحب حدود نفس سے تجاوز کر کے عالم صفا میں داخل ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ عالم حقیقت اور مقامات حقائق میں پہنچے اگرچہ ابھی تک عالم صفات ہی میں ہوں اور جب نور ذات کی

پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ لوگ واصل حق ہو گئے پس اسم حق اس طائفہ میں ایسا جاری ہے کہ گویا کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا سب حق ہی ہے دوسرے ذکر حق، حسن ہے اور حسن ہمیشہ جائز ہوتا ہے پس ذکر حق ہمیشہ جائز ہوگا ہر وقت ذکر کرنے کے بارہ میں حضرت قطب الاقطاب سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ اپنے رسالے میں فرماتے ہیں **و منها ذکر الحق یقول کلمة الحق کما یقول الاربعة الارکانی لا کن المربط الاخیر یضرب علی ا لقلب و انشاء یضرب بعین بعینها ما یضرب من الربط فیها و فی هٰذهِ الذکر اشیاء المخوفة من الجلال فمن تحمل لذالک و صبر علیه لائقا لکثیر من الامور الشریفه و ان شا یجعله ثلثة ارکا............ فی الضرب خفی منها ذکر حق خفی ابتداء فی الجانب الایمن حق بسکون....... یضرب علی القلب خفی بالاباء المتکلم و منها حق خفی یبتداء الحق من الیمین ثم یقول خفی من الیسار ثم یضرب الربط علے القلب بقوله** ہو۔ مگر جب تک تلقین نہ کیا جائے اور اجازت نہ دی جائے ان کلمات سے کوئی مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اور تمام لوگوں سے قطعی خبر آج تک چلی آتی ہے۔ کہ حضرت شیخ العالم کے مرید جہاں ہوتے تھے آواز حق کی ان کے کان میں غیب سے آتی تھی چنانچہ یہ خاکسار بھی آپ ہی کے خدام میں سے ہے ایک رات اپنے یاروں کی صحبت شوق عشق میں بیماروں کی طرح بیٹھا تھا۔ اور وہ زمانہ فقیر کا اس راہ میں ابتدائی تھا پاک عشق میں پڑا ہوا تھا ناگاہ بڑے بھائی آئے اور شفقت کر کے گھر لے گئے۔ رمضان المبارک کی راتیں

نوٹ: یہ عربی عبارت فوٹو کاپی سے نہ پڑھی جا سکی اس لئے ادھوری ہے جس کے لئے معذرت خواہ ہوں (گلزاری)

تھیں مطلع بالکل صاف تھا کوٹھے پر چڑ چارپائی پر حضرت والدہ کی خدمت میں بیٹھا کہ یکا یک مغرب کی طرف سے حق کی آواز آئی یہ فقیر درد عشق میں سر جھکائے بیٹھا تھا سر جو اٹھایا پھر ایک آواز شمال اور مغرب کے درمیان سے آئی خاکسار انگنائی میں آیا اور ادھر ادھر دیکھا کوئی شخص نظر نہ آیا سب لوگ اٹھے پھر شمال کی طرف سے آواز آئی اور سب نے سنی فقیر نے والدہ صاحبہ سے عرض کی کہ اس ضعیف کو معذور رکھواب اس ضعیف کا کار اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ حضرت مخدوم کی ولایت اس طرح پر اپنی طرف کھینچتی ہے مجھے چھوڑ و انہوں نے اجازت دی جب یہ فقیر بہت مجاہدہ کرتا تھا نصف شب کو فیضان الٰہی کا نزول ہوتا تھا اور نظر آتا تھا کہ گویا پہاڑ سر پر رکھے ہوئے ہیں اسی وقت حضرت کے حق کی آواز غیب سے آتی تھی اور فقیر کو نجات ہو جاتی تھی اور جس روز تہجد یا فجر کی نماز ہاتھ سے جانے لگتی تھی تو ظاہراً حضرت شیخ نظر آتے تھے۔ اور فرماتے تھے اٹھ نماز قضاء ہوئی جاتی ہے۔ اور فقیر کو حضرت شیخ سے عالم معاملہ میں اجازت ہے اور ظاہراً بیعت حضرت کے پوتے حضرت شیخ محمد مدظلہ سے حاصل ہے اور یہ معاملہ حضرت شیخ کے انتقال سے چالیس برس بعد کا ہے زندگی میں تو کیا کچھ ہوگا کیونکہ اولیاء کو بعد وفات مرتبہ محویت پر پہنچا دیتے ہیں۔ پھر اسے دنیا سے کچھ تعلق نہیں رہتا بس حضرت شیخ کا کمال حد سے بڑھا ہوا ہے اور قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔

نقل ہے کہ جب شیخ بختیار سوداگری کو جایا کرتے تھے اور بہت دن گزر جاتے تھے پھر بھی کچھ خبر نہ آتی تھی تو اہلیہ شیخ بختیار حضرت شیخ کے پاس ایک سیر آٹے کی روٹی اور ایک وانگ دودھ اور گھی ملا کر لایا کرتی

تھی آپ لوگوں کو تقسیم کر دیتے تھے غرض جو شخص اپنی مراد پوچھتا اس سے لے لیتے تھے۔ اور اس کا نام توشہ رکھ چھوڑا تھا۔ ایک روز اہلیہ شیخ بختیار خالی آئی حضرت شیخ نے کہا کہ جلدی لاؤ فلانی منزل تک آ گیا ہے اس نے عرض کی حضرت ہمارے ہاں تو آٹا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ آٹا نہیں ہے۔ تو بختیار بھی نہیں ہے انکا یہ کہنا تھا کہ ادھر بختیار چت ہو گئے لوگوں نے یہ کرامت دیکھ کر وہیں قبر بنوائی اور پیر غیب کے نام سے مشہور کیا پس جس شخص کو کوئی شکل پیش آئے حضرت شیخ کا توشہ دے مناسب یہ ہے کہ آپ کی اولاد کو دے ورنہ سجادہ نشین کو اور مگر یہ بھی نہ ہو تو اور کسی مرید کو دے چنانچہ حضرت شیخ سوائے مریدوں کے اور کسی دوسرے کو نہ دیتے تھے۔ بعدہٗ حضرت شیخ عارف نے عام حکم دے دیا کہ جس محتاج کو چاہے دے انشاء اللہ تعالی اسکی حاجت بہت جلد بر آئیگی اور اگر یہ ممکن نہ ہو ایک درم کسی کو دے دے مگر بہتر سجادہ نشین کو دینا ہے تا کہ خانقاہ میں خرچ ہو جائے۔ اور حاجت بر آنے سے پہلے دینا افضل ہے خیر اگر زبان سے اقرار بھی کرے یہ بھی اچھا ہے اور جس شخص کو حادثہ عظیم پیش آئے موافق وسعت کے دو تین گائے ذبح کرائے اور خانقاہ میں تقسیم کرے نجات پائیگا اور اگر اقرار کیا اور پھر پورا نہ کیا بلا میں مبتلا ہو گا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

اب یہاں سے بعض حالات اور خوارق عادات جو حضرت شیخ العالم قدس سرہ' سے صادر ہوئے ہیں۔ کتب معتبرہ اور ملفوظات سے استنباط کر کے ان اوراق میں لکھتا ہوں تا کہ لوگ بصر بصیرت افروز سے کامیاب اور بہرہ ور ہوں۔

درحقیقت جاذب جذبات جلال۔ ربودۂ نفخات جمال، غواص بحر معانی، خورشید ولایت بے نقاب، ماہ ہدایت بے حجاب، غرق دریائے شہود، ذات مطلق قطب الاقطاب حضرت مخدوم العالم شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہ قدس سرہ' دردکشان بادۂ توحید کے سرگروہ تھے۔ اور شان عظیم اور جان قومی اور ہمت بلند اور نفس قاطع رکھتے تھے۔ قہر اور لطف سے جو کچھ خیال میں آتا تھا اسی وقت ظہور پاتا تھا۔ آپ فضل الٰہی سے خلفائے حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ اور جو کچھ ریاضت اور مجاہدہ آپ نے کئے اس فرقہ میں دوسرے نے کم ہی کئے ہونگے۔ یہاں تک کہ چھ مہینہ کامل قبر میں رہے۔ اور خداوند تعالیٰ سے خطاب عبدالحق کا پایا اور حیات ابدی حاصل کی اور خدا کی طرف سے بے واسطہ غیر کے بندگان گمراہ کو بطریق الہام کے ہدایت کرنے پر مامور ہوئے بعد ازاں مشاہدہ حق میں ایسے مستغرق ہوئے کہ کبھی چشم حق بیں کو مراقبہ اور مشاہدہ سے نہ کھولتے تھے۔ مگر ہاں دو تین موقعوں پر تو ضرور آنکھ کھولتے تھے۔ جیسے بوقت نماز فرض اور تہجد یا ہدایت مردان یا تربیت طالبان ایسی جگہ پر البتہ متوجہ ہوتے تھے۔ جس وقت نماز کا وقت آتا تھا خادم لوگ تین مرتبہ حق حق حق با آواز بلند کہتے تھے تب آنکھ کھولتے تھے اور پوچھتے تھے کہ مجھے کیا کہتے ہو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ اول حق میں

عالم لاہوت سے جبروت میں اور دوسرے حق میں جبروت سے ملکوت میں اور تیسرے حق میں ملکوت سے ناسوت میں تشریف لاتے تھے۔ اور پھر عالم فنا میں مستغرق ہو جاتے تھے تکرار حق سے آپ کی عالم لاہوت سے ناسوت میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ اسم حق آپ کی الفت اور محبت کا مبدۂ ہے اور اسی اسم سے آپ کو تجلی الٰہی حاصل ہوتی ہے یہ وجہ تھی کہ جب آواز حق مقید ناسوت سے سنتے تھے۔ مشاہدہ تنزیہ مطلق سے شہود کی طرف درجہ بدرجہ اترتے چلے آتے تھے۔ تاکہ مشاہدہ تشبیہی اور تنزیہی کی معالذت حاصل ہو۔ اور یہ مرتبہ انبیاء اور کمال اولیاء کا ہے کہ مثل حضرت مخدوم حد ولایت سے بڑھ گیا ہو الغرض آپ کو اس قدر استغراق تھا کہ جب جمعہ کی نماز کو جاتے تھے تو خادم آگے آگے حق حق کہتے جایا کرتے تھے۔ اور آپ قدم بقدم آواز کی طرف چلتے تھے۔ اگر خادم چپکا رہ جاتا تھا تو آپ حیران کھڑے رہ جاتے تھے اور آگے پیچھے دیکھنے لگتے تھے۔ کسی بزرگ نے خوب لکھا ہے کہ

ما مست الستیم کہ از خود خبری نہ جز کوئے خرابات دگر سو گذری نہ

امداد حسنہ میں منقول ہے کہ اسم حق حضرت مخدوم اور آپ کے طالبوں اور مریدوں کی زبان پر ایسا جاری تھا کہ ہر دم ہر آن ہر سانس ہر قدم پر حق حق کے سوا کچھ نہ کہتے تھے یہاں تک کہ سلام علیک کی جگہ بھی منہ سے حق حق نکل جاتا تھا اور چھینکنے کے وقت بھی الحمد اللہ کی جگہ حق حق ہی کہہ دیتے تھے۔ اور ہر کام کے اول و آخر حق حق کہتے تھے۔ چنانچہ نماز کے اول و آخر بھی یہی طریق تھا جیسا کہ آج تک آپ کے مریدوں میں چلا آتا ہے۔ اور اس وجہ سے انکو حقانی اور حق گو بھی کہتے ہیں۔ انکا کھانا، پینا، بیٹھنا اٹھنا،

سونا، جاگنا سب حق ہی حق ہے اور اس میں لکھا ہے کہ جب عارف کی روح دریائے توحید میں غوطہ کھاتی ہے انانیت کم ہو جاتی ہے اور تنہا حق حق حق کہنا اختیار کرتی ہے۔ درحقیقت توحید کا معائنہ کرتی ہے اور اشیاء ہژدہ ہزار کی حقیقت کو ایک وجود واجب جانتی ہے اور آواز حق کی ہیبت سے حقیقت حق کو پہنچتی ہے اور لکھا ہے کہ اگر کوئی صاحب حال ہو حضرت مخدوم کی قبر سے سن دیکھے اب تک برابر حق حق کی آواز آتی ہے۔ اور اسی طرح اپنی ولایت طالب صادق کو تلقین فرماتے ہیں۔ اور صاحب اوراد حسنہ لکھتا ہے کہ جب یہ فقیر کمال شوق اور طلب سے قصبہ ردولی میں گیا اور آنحضرت کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور تین روز برابر ذکر شغل میں مشغول رہا حق حق کی آواز کان میں آئی۔ سجادہ نشین شیخ حمید الدین نے فرمایا کہ بھائی تمہاری بہت اچھی قسمت ہے کہ آواز حق سے مشرف ہو گئے فقیر تعجب میں رہا واہ واعجب ولایت ہے کہ حیات اور ممات میں کچھ فرق ہی نہیں بعد ازاں شوق عشق نے اس فقیر پر غلبہ کیا بے طاقت اور بے اختیار ہو گیا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے۔ اسکا بھید کھلنا چاہیے خیر ایک روز ناگاہ عالم معاملہ میں حضرت مخدوم نے نہایت مہربانی کے ساتھ اپنی کلاہ مبارک میرے سر پر رکھی اور نکتہ حقیقت سے آگاہ کیا اور لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دائرہ حقی کے تصور کی کہ حضرت مخدوم کا شغل خاص ہے مداومت کرے دل کا نور آفتاب کی طرح روشن ہو جائے اور اگر زیادہ مواظبت کرے تو آفتاب سے بھی زیادہ چمکنے لگے اور اگر اس سے بڑھائے تو ہر ہر بال کی جڑ آفتاب سے زیادہ روشنی دے اور بدن میں ہزاروں آفتاب چمکتے نظر آنے لگیں بعدہٗ رتبہ فنا سے سرفراز ہو۔ اور نور الانوار کہ نور ذات بے کیف ہے طلوع

کرے اور نسبت نشیبی سافلہ کہ طالب کو لازم وقت ہے رہائی پائے اور بے اختیار زبان حال سے جاء

الحق و زھق الباطل کا دم بھرے اور اس بیت کا ترانہ کرے **بیت**

وجودے محض مطلق را بہ ہر جا ہر زماں دیدم بہ ہر بوے بہ ہر کوئے بہر مظہر عیاں دیدم

اور اس دائرہ حقی کی ابتداء ورزش میں چاروں طرف نور الٰہی نظر آنے لگتا ہے۔ اور دیکھنے والا اسی دائرہ کو

حق سمجھتا ہے۔ مگر یہ دائرہ حق نہیں ہے بلکہ لباس نوری میں ظہور حق ہے اور اس دائرہ کے شغل کا طریق یہ

ہے کہ ایسی جگہ پر جا کر جہاں کسی کی آواز نہ آتی ہو۔ اسم حق کو بصورت مدور یعنی گول برنگ زرد یا نقرہ

یا نیلگون مثل جامہ تنگ دل میں تصور کرے اور تصور پر اتنی مداوت کرے کہ حق ظاہر ہووے۔ مراۃ

الاسرار میں لکھا ہے کہ سلسلہ خاندان چشت میں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی اور حضرت خواجہ قطب الدین

بختیار اوشی ؒ قدس اللہ اسرار ہما کے بعد مشاہدہ دائرہ وجود مطلق اور نقطہ ذات حقیقہ الحق میں اس طرح کا

تحیر دائمی اور استغراق دوامی والا آدمی حضرت شیخ المشائخ شیخ العالم کے برابر کوئی نہیں نظر آیا لطائف اشرفی

میں حضرت گنج شکرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ تمام انبیاء اور خاص خاص اولیاء مقام تحیر میں ہوئے ہیں۔ اس

لئے حضرت رسالت پناہ ﷺ نے اس دعا کا ورد کرلیا تھا **اللھم زدنی تحیراً** پس یہ مرتبہ خاص

صاحب قاب قوسین او ادنیٰ کا ورثہ ہے۔ چنانچہ فرمایا **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک**

مقرب ولا نبی مرسل العلماء ورثتہ الانبیاء یہی مقام ہے جسکو اکثر صوفی مقام کہتے ہیں بلکہ

احوال جو محض مواہب ہے نہ مکاسب کیونکہ صاحب کشف المحجوب اور صوفیوں کے نزدیک اہل فنا جو کچھ

کسب سے دیکھے گا اس کو مقامات کہیں گے۔ اور جو کچھ مواہبت سے دیکھے گا اسے احوالات ذاتیہ پس
یقیناً معلوم ہوا کہ وراثت خاتم الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ جو مشہود احدیت عالم کثرت میں ہے عین مواہبت
ہے نہ مکاسب الغرض حضرت مخدوم کا سلسلہ چند واسطوں سے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور آپ کے جد امجد حضرت شیخ داؤد خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے
ہیں۔ معذور ہو کر چند آدمی کنبے کے ہلاکو خان کے حادثہ میں ولایت بلخ سے ہندوستان میں تشریف
لائے اور سلطان علاؤ الدین بلخی بادشاہ نہایت عزت سے پیش آیا اور انکا وظیفہ مقرر کر کے صوبہ دار ملک
اودھ کو لکھا کہ ان کے اہل وعیال کی پرورش بخوبی کرے اور حضرت شیخ نے شہر اودھ کے قریب قصبہ ردولی
میں سکونت اختیار کی اور شیخ داؤد بڑے عظیم القدر اور حسب و نسب میں مختار تھے حضرت شیخ
نصیر الدینؒ چراغ دہلی سے بیعت تھے۔ انہیں سے تعلیم اور تربیت پائی اور واصل حق ہوئے مگر اپنے
کمال کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ مزار آپ کا قصبہ ردولی میں ہے بالکل غریبانہ چنانچہ اب تک ظاہر نہیں ہوا
آپ نے ایک لڑکا عمر بن داؤد اپنا یادگار چھوڑا یہ بھی پاکیزہ سیرت مشائخانہ صورت تھے انکا مرقد بھی
اپنے والد کے پاس ہی ہے۔ اور ان سے دو لڑکے ہوئے ایک شیخ تقی الدین دوسرے حضرت مخدوم شیخ
احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ تقی الدین ردولی سے دہلی چلے آئے حضرت شیخ نے وہیں سکونت اختیار کی
اور آپ کے کمال کی شہرت دشت و بر میں پہنچی توشہ آپکا تیر بہدف اور حل مشکلات اور خانہ تریاق
اکبر ہوا جو مرتبہ فنافی اللہ کا آپ کو حاصل تھا دوسرے کو کب میسر ہو سکتا ہے۔ زندگی کی حالت میں چھ مہینہ

قبر میں رہے اور نو مہینہ ایسے دریا میں رہے جس میں ہر وقت موجیں آتی رہتی تھیں اور تمام جانور دریائی آپ کے محافظ رہے۔ بعد نو مہینہ کے حضرت رسول مقبول ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور دریا سے نکال کر فرمایا کہ اے شیخ احمد عبدالحق تیری عبادت درگاہ الٰہی میں قبول ہوگئی اور تو محبوبان الٰہی میں داخل ہوگیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ارشاد فرمایا کہ آپ اسکو دعائے حیدری تعلیم کیجیئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت کے فرمانے کے موافق دعائے حیدری لفظ بلفظ یاد فرمائی۔ اور یہ دعا آج تک اس خاندان میں باقی ہے جو کوئی آتا ہے صاحب سجادہ سے اجازت لیکر ورد کرتا ہے اور فیض ظاہری اور باطنی حاصل کرتا ہے۔ خدا شاہد ہے کہ جو تحیر اور استغراق دائرہ وجود مطلق اور نقطہ ذات حقیقہ الحق کے مشاہدہ میں حضرت شیخ کو حاصل ہوا ہے۔ کسی کو نہیں ہوا شیخ عبدالستار سہارنپوری اپنے ذخیرہ میں لکھتے ہیں کہ بعد رحلت صاحب توشہ حضرت شیخ عبدالحق ہنونت رائے مہاجن قصبہ ردولی کا رہنے والا جو آپ سے بڑا اعتقاد رکھتا تھا جب مرنے کے قریب ہوا آپ کے دروازہ پر آیا اور آپ کے مزار کی مٹی منہ پر ملی اس وقت پیاس لگی اور پانی مانگا اس کے وارثوں نے نہ پلایا اس نے کہا کہ اگر مجھے عزیز رکھتے ہو تو حضرت کی حوض کا پانی لاکر پلاؤ وارث اسکے مجبوراً پانی لے گئے اس نے پیا اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر جان بحق ہوا۔ سب لوگ اس حال سے حیران ہوئے اور حسب معمول جنگل میں لے جا کر اسکی لاش کو جلانا چاہا مگر جب کسی طرح نہ جلی تو ناچار ہو کر دفن کیا۔ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی اپنے ذخیرہ مونس العارفین میں لکھتے ہیں کہ

ایک روز حضرت شیخ نے تمام لوگوں میں فرمایا کہ مجھے خدا نے ان لوگوں کی جو مجھ سے مرید ہونگے ایک فہرست لکھ دی ہے کہ اور یہ بھی فرمایا کہ قسم ہے کہ میری حمایت مرید کے حق میں مثل آسمان کے ہے زمین پر اور قسم ہے جب تک میرے دوست اور مرید جنت میں نہ داخل ہونگے کبھی جنت میں نہ جاؤنگا اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں تو بھی ضرر نہ پہنچنے دونگا۔ شعر

چونکہ غمخوار توئی خوار نگردد ہرگز　　　ہر کرا یار توئی زار نگردد ہرگز

کتاب جامع السلاسل میں لکھا ہے کہ شیخ نے تیس برس کامل تکیہ پر سر نہیں رکھا یعنی لیٹے نہیں اور تمام عمر ایک خرقہ میں بسر کی جہاں سے پھٹ جاتا تھا پیوند لگا لیتے تھے ایک روز عین سماع میں بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئے اور تھوڑی دیر میں وہیں بیٹھے نظر آئے۔ ایک بزرگ نے سوال کیا کہ کیوں حضرت آپ محفل میں سے کیوں کر غائب ہو گئے ہمیں تو نظر بھی نہ آئے آپ نے فرمایا کہ جب تک حکم نہ ہوگا نہ کہوں گا دوسرے روز وہ بزرگ پھر آئے اور پوچھا آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا ایک مقام نور اسود ہے ہر سالک اس جگہ نہیں پہنچ سکتا مگر حالت سمع میں البتہ پہنچ سکتا ہے۔ اور جب صاحب سمع اس جگہ پہنچتا ہے تو خلقت کی نظر سے غائب ہو جاتا ہے حالانکہ وہ وہیں بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ مگر معشوق اسکو اپنی محبت میں کھینچ کر اپنے لباس میں کر لیتا ہے۔ اور آپ بھی معجوب جیسے ستارہ شعاع آفتاب میں پوشیدہ ہوتا ہے چھپا رہتا ہے۔ اور اس حال میں اس کو سوائے محبوب حقیقی یا عارف کامل کے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اور لکھا ہے کہ جس وقت آپ سماع میں ہوتے تھے دونوں آنکھیں ہوا پر رکھتے تھے۔ کبھی روتے تھے۔ اور

کبھی ہنستے تھے ایک دفعہ ایک درویش نے پوچھا کہ حضرت کیا وجہ ہے کہ آپ حالت سماع میں روتے ہیں
اور سب کو رولاتے ہیں اور ہنستے ہیں اور سب کو ہنساتے ہیں اور آپ کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے فرمایا کہ
جب اہل سماع ذات باری کو صفات جمال کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے اور لطف اور عنایات بہت دیکھتا
ہے تو متبسم ہوتا ہے۔ اور صفت جلال کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو رنگ زرد ہو جاتا ہے اور رونے لگتا ہے منقول
ہے کہ ایک مرتبہ بارش ہوئی قصبہ ردولی والے حضرت مخدوم کی خدمت میں آئے حضرت نے فرمایا کہ
قوال حاضر ہوں۔ مخلص کو بلایا سماع کرنے لگے مخلص نے بعض فقراء کے وسیلہ سے عرض کی کہ خادم بھی
سماع میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم آؤ گے تو کچھ اثر نہ ہوگا۔ مینہ کس طرح برسے گا
تم کو مناسب ہے کہ تم اطمینان سے لطف الٰہی کے منتظر بیٹھے رہو۔ مخلص حسب الارشاد اپنے گھر گیا۔
آپ نے درگاہ الٰہی میں گریہ کیا اور فیضان الٰہی نازل ہوئے اور حضرت مینہ بھی آ پہنچے۔ خلق کو اطمینان کلی
حاصل ہوا اور تحفہ المتقین میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مخدوم لڑکپن میں دایہ کی گود میں سے اڑ کر
آفتاب پر سیماب کی طرح لوٹنے لگے۔ دایہ کو اس حال سے دہشت ہوئی اور جدائی سے زار زار رونے
لگی ناگاہ آپ پھر گود میں آ پڑے اور آپ نے اس سے کچھ فرمایا مگر وہ نہ سمجھی اور ان کی والدہ سے اس کا
ذکر نہ کیا کہ خدا جانے اس راز کے افشا کرنے میں میرا کیا حال ہو۔ ذخیرہ شیخ محب اللہ الہ آبادی
میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ نے چند مرتبہ کئی آدمی قم باذن اللہ کہہ کر زندہ کیئے شور ہو گیا کہ شیخ احمد مردوں
کو زندہ کر دیتے ہیں آپ وہاں سے روپوش ہو کر بھکر میں آئے اور اس کام سے توبہ کی۔ منقول ہے کہ

حضرت شیخ جلال الدین پانی پتیؒ نے آپ سے فرمایا کہ میں حیات و ممات میں تمہارے کمال کی انتہا ہی نہیں دیکھتا۔ اسیری کے وقت میں میرے فرزندوں کی دستگیری کرنا آپ نے فرزندوں کو وصیت کی کہ اسیری کے وقت میں تمہاری دستگیری کو شیخ احمد عبد الحقؒ ردولوی کافی ہے پھر حضرت شیخ جلال الدینؒ کی وفات کے بعد حضرت شیخ پانی پت پہنچے۔ اور پیر کے فرمانے کے موافق آپ کے فرزندوں اور صاحب سجادہ کو تعلیم اور تربیت کی اور فرمایا کہ اگر میں نہ آتا تو مخدوم زادے ایسے ہی رہ جاتے۔ پس آج تک حضرت مخدوم جلالؒ کی اولاد حضرت شیخ کے سلسلہ میں بیعت ہوتی چلی آتی ہے۔ اور خوارقات حضرت مخدوم جلالؒ میں حضرت شیخ کے وجود کے سوا کوئی شے بہتر نہیں ہے۔ انتقال کے وقت حضرت مخدوم جلالؒ نے اپنا خرقہ اور اسباب خواجہ شبلیؒ کو دے کر کہہ دیا تھا کہ یہ امانت شیخ تک پہنچا دینا۔ بعد چند روز کے جب حضرت شیخ پانی پت میں آئے خواجہ شبلیؒ نے امانت سپرد کی شیخ نے یہ سب لیکر پہن لیا۔ اور بعد ازاں اپنی طرف سے خواجہ شبلیؒ کو عطا فرمایا اور تعلیم و تلقین کر کے مرتبہ تکمیل کو پہنچا دیا۔ پھر وطن میں تشریف لائے فقط تمت

تحفۃ المومنین میں لکھا ہے کہ ولی کی ولایت چالیس برس تک رہتی ہے۔ اور خدا نے حضرت شیخ کو ولایت دوامی عنایت فرمائی تھی۔ کہ قیامت تک قائم رہے گی۔ اور سلسلہ تو آپ کا قیامت تک یوماً فی یوماً جاری رہیگا۔ اور ترقی پائیگا اور معاملہ شیخ کا زندوں مردوں کے ساتھ برابر ہے۔ قطب عالم بندگی حضرت شیخ

عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعرات کے دن بہت سے آدمیوں کے سامنے آپ کا مزار شق ہوا اور حضرت مجسم ظاہر ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ عبدالقدوس میں نے تجکو خدا تک پہنچا دیا جا اپنے کاروبار میں مشغول ہو۔ سبحان اللہ کیا اچھی ولایت ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم شراب وحدت میں سرمست اور سرشار بیٹھے تھے۔ ایک برات آراستہ و پیراستہ آپ کے سامنے سے گذری اتفاقاً آپ کی نظر جلال جو پڑی سب جل کر وہیں ڈھیر ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کو افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس حال سے اطلاع دی آپ نے اس خاک پر جمال کی نظر کی اور تمام لوگ زندہ ہو کر چلے گئے۔ شیخ عبدالستار سہارنپوری اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جمعرات کو آپ کے مزار پر مجمع تھا۔ شیخ عبدالقدوس ؒ بھی چبوترہ کے قریب بیٹھے تھے ناگاہ آپ کا مزار شق ہوا اور حضرت شیخ اسی جسم سے باہر تشریف لائے۔ اور چبوترہ پر بیٹھے اور قطب عالم کی طرف دیکھ کر فرمایا شعر

مرا زندہ پندار چوں خویشتن　　　　من آیم بجان گر تو آئی زتن

حضرت قطب عالم کو اس بات سے لرزہ آیا اور بے اختیار شیخ کے پاؤں پر گر پڑے حضرت شیخ نے شفقت سے آپ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھ کو خدا تک پہنچا دیا چنانچہ اس حال کو تمام آدمیوں نے دیکھا اور ایسے خوارق عادات سوائے حضرت مخدوم کے کسی ولی سے ظاہر نہیں ہوئے اور خصوصاً مرنے کے بعد قبر میں نکل کر مجمع عام میں لوگوں کو بیعت کرنا کسی سے ظاہر نہیں ہوا ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء

الدر المکنون ترجمہ انوار العیون از حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

حسب فرمائش: جناب زبیر احمد گلزاری

۴۶۴ سٹریٹ ۶۳ سیکٹر جی ۹/۴ اسلام آباد

فون ۲۲۶۱۷۰۸ ۰۳۰۰-۸۵۴۹۹۲۷

گدائے شاہِ جیلانؒ.... عبدالرشید قادری بخاری ...۵ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

دلدادگانِ تصوف کے لئے

دنیائے تصوف کی مشہور زمانہ اور نادر روزگار تصنیف لطیف

گنج اسرار

منسوب بہ

خواجہ خواجگان سید معین الدین اجمیری چشتیؒ

یہ کتاب پہلی دفعہ اردو زبان میں ترجمہ ہو کر جلد شائع ہو رہی ہے

زیر اہتمام: زبیر احمد گلزاری، اسلام آباد

اپنے موضوع پر سلسلہ شطاریہ کی معرکتہ آلارا کتاب

لطائف غیبیہ

تصنیف لطیف

حضرت محمد غوث گوالیاری شطاریؒ

شرح شاہ عنائت قادری شطاریؒ

اردو ترجمہ ہو کر جلد شائع ہو رہی ہے

زیر اہتمام: زبیر احمد گلزاری، اسلام آباد